گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور، میں لکھا گیا ایک تحقیقی مقالہ

مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ

کی علمی خدمات

حمدہ شاہد

الحقائق فاؤنڈیشن

مولانا محمد عمر اچھروی

کی

علمی خدمات

حمدہ شاہد

الحقائق فاؤنڈیشن

-زیرنگرانی: محمد کاشف رضا

نام کتاب: مولانا محمد عمر اچھروی کی علمی خدمات

مقالہ نگار: حمرہ شاہد

نگران مقالہ: حافظ محمد خورشید احمد قادری

لیکچرار جی سی یونیورسٹی لاہور

بتوسط: ڈاکٹر سید سلطان شاہ، صدر شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ

سیشن: ۲۰۱۳ء/۲۰۰۹ء

صفحات: ۱۴۴

سن اشاعت: ۲۰۱۶ء

قیمت: -/۲۰۰

الحقائق فاؤنڈیشن

B-1 لنک میکلوڈ روڈ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور

0336-1456971

سخنانِ چند

مولانا محمد عمر اچھروی پاکستان کے معروف عالم دین، مناظر اور صوفی شخصیت کا نام ہے۔ ۱۹۴۰ء میں مولانا کی شہرت لاہور سے نکل کر پورے برصغیر میں پھیل گئی۔ مولانا بلا کے حاضر دماغ، بلند پایہ خطیب، پاک دل صوفی، اور اعلیٰ درجے کے مناظر تھے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی "علمی مناظرے" ستر کی دہائی تک عروج پر رہے۔ جہاں علمی سطح کی گفتگو، کتب کے حوالہ جات، بذلہ سنجی، اور فکری تربیت کے سامان ہوتے۔ زیادہ سے زیادہ پولیس کو رپورٹ دے کر مناظرے رکوا دیئے جاتے یا کوئی مناظر شرمندگی سے اور شکست سے بچنے کے لیے راہ فرار اختیار کرتا تو پولیس کو "نقص امن" کی درخواست دے دیتا۔ تب دلیل کی بجائے گولی کا استعمال نہیں تھا۔ خودکش حملے، دستی بم اور دھماکے شروع نہیں ہوئے تھے۔ لوگوں میں برداشت بھی تھی اور تشدد کا رواج بھی نہیں تھا۔ عوام ان مناظروں سے جہاں لطف اندوز ہوتے تھے وہاں علمی وفکری مزاج بھی ترتیب دیتے تھے۔

زیر نظر مقالہ محترمہ حمرہ شاہد کی محققانہ تالیف ہے جو انہوں نے گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں شعبۂ علوم اسلامیہ میں تحریر کیا۔ اس مقالے کی علمی افادیت کے پیش نظر اس کو شائع کیا جا رہا ہے۔

نعمان ارشد

ڈائریکٹر مارکٹنگ

الحقائق فاؤنڈیشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

باب سوم

مولانا محمد عمر اچھروی بطور مصنف

انتساب

اپنے والدین کے نام

جن کی بے پناہ محبت، توجہ، شفقت اور اعلیٰ تربیت کی وجہ سے میں آج اس مقام پر پہنچی ہوں

اپنی بہن اور اپنے بھائی کے نام

جن کی مدد اور پرخلوص دُعائیں اس کام کی تکمیل میں معاون ثابت ہوئیں۔

اظہارِ تشکر

شروع کرتی ہوں اللہ کے بابرکت نام سے جس نے میرے اندر علم کی تڑپ پیدا کی اور مجھے حصولِ علم کی راہ پر لگایا اور مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہونے کا شرف بخشا۔

مقالہ کی تکمیل پر میں انتہائی احسان مند ہوں اپنے والدین کی جنہوں نے بچپن سے لے کر اب تک میری ہر طرح سے رہنمائی فرمائی اور میری تربیت میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ میں خاص طور پر اپنی والدہ محترمہ کی انتہائی شکر گزار ہوں جنہوں نے خصوصی محبت و شفقت سے مجھے اعتماد بخشا اور قدم قدم پر میری ہمت بندھاتی رہیں۔ میں اپنے بھائی محمد ارحم بٹ کا بھی خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتی ہوں جس نے مجھے میرے مقالے کی تکمیل میں بہت مدد کی۔

میرے مقالے کے نگران حافظ محمد خورشید احمد قادری صاحب نے مقالے کی تکمیل تک کے تمام مراحل میں اپنے قیمتی اوقات میں سے وقت نکال کر میری علمی سرپرستی اور اخلاقی تربیت فرمائی۔ مقالہ کی تحریر کے دوران آپ نے مشکل اور مبہم مقامات کی وضاحت کی۔ میں ان کی انتہائی شکر گزار ہوں جن کی سرپرستی و رہنمائی ہر لمحہ میری شامل حال رہی۔ جن کی خصوصی نظر شفقت کی وجہ سے یہ مقالہ پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

میں مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے مولانا عبدالتواب

صاحب اور محمد کاشف رضا کی بھی انتہائی شکرگزار ہوں جنہوں نے میری رہنمائی کی اور اپنی قیمتی آراء سے میرے مقالہ کے پایہ تکمیل میں میری مدد کی۔

اس کے ساتھ ساتھ میں مفتی محمد ارشد القادری، حاجی محمد طفیل، پروفیسر صدیق اکبر، علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب، علامہ صدیق ہزاروی، مولانا تابش قصوری کی بھی انتہائی شکرگزار ہوں جنہوں نے میری رہنمائی کی اور اپنی قیمتی آراء دی۔

میں شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ کے تمام اساتذہ جناب ڈاکٹر محمد سلطان شاہ، ڈاکٹر محمد خورشید الحسن رضوی، ڈاکٹر محمد سرفراز خالد، ڈاکٹر محمد فاروق حیدر، ڈاکٹر محمد امتیاز، ڈاکٹر محمد عابد ندیم، ڈاکٹر محمد نعیم انور، محترمہ نائلہ صفدر، محترمہ عظمیٰ صفات کی مہربانیوں اور شفقتوں کو بھی فراموش نہیں کرسکتی جنہوں نے میری ہمت بندھائی۔

حمدہ شاہد

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ بعض کو تقریری صلاحیتیں عطا کی ہیں اور بعض کو تحریری اور بعض کو علم وفن میں کمال پر پہنچایا۔ مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ان علمی شخصیات میں سے تھے جن کو علم مناظرے میں بڑی شہرت حاصل ہوئی تھی۔

میرے مقالے کا عنوان ''مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی خدمات'' ہے۔ مجھے پہلے اس شخصیت کے بارے میں علم نہ تھا۔ میرے اس مقالے کا انتخاب صدر شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ ڈاکٹر محمد سلطان شاہ نے کیا۔ لیکن جب میں نے اس مقالے پر تحقیق شروع کی تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ واقعی ایسی شخصیت تھی جس پر کام کرنے کی ضرورت تھی۔ اگر اس پر اب کام نہ ہوتا تو شاید آگے پھر کئی سالوں تک ممکن تھا کہ کوئی ان پر تحقیق نہ کرتا۔ ان کے بارے میں مجھے مواد بہت کم ملا۔ ان کا بہت سا مواد محفوظ نہ رہ سکا۔ لیکن پھر بھی میں نے اپنی طرف سے بھرپور کوشش کی ہے کہ ان پر جہاں تک ممکن ہو مواد جمع کرسکوں۔

ان کا ایک رسالہ ہفت روزہ المقیاس بھی اب مفقود ہو چکا ہے۔ بہت تحقیق کے بعد اللہ کے فضل سے میں صرف ان کے رسالے کے اکتیس (۳۱) شمارے جمع کرنے میں کامیاب ہوسکی ہوں۔

مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بہت بڑے مناظر تھے

انہوں نے اپنی زندگی میں کل ۱۵۰ مناظرے کیے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہوں نے کبھی کوئی بھی مناظرہ میں شکست نہیں کھائی۔

بحیثیت مناظر ان کا انداز بیان انتہائی دھیما تھا۔ ان کی تقریر نہایت پرتاثیر ہوتی تھی۔ قرآن پاک کی تلاوت انتہائی خوبصورت انداز میں کرتے تھے کہ سامعین کا دل کرتا تھا کہ وہ پڑھتے جائے اور ہم سنتے جائیں۔ مولانا محمد عمر نے اپنی مناظرانہ مصروفیات کے باوجود تصانیف بھی تحریر کی ہے جن میں مقیاس النبوت، مقیاس الصلوٰۃ، مقیاس نور، مقیاس حنفیت، مقیاس مناظرہ، مقیاس خلافت، مقیاس وہابیت ہیں۔

میں نے اپنے مقالہ کی تقسیم بندی تین ابواب اور چند فصلوں کے تحت کی ہے۔ پہلے باب کی پہلی فصل میں مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالاتِ زندگی تحریر کیے ہیں۔ دوسری فصل میں ان کی خدمات کا ذکر کیا ہے اور تیسری فصل میں شیخ طریقت کا ذکر کیا ہے۔

دوسرے باب میں مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بطور مناظر اسلام پیش کیا ہے اس باب کو بھی تین فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی فصل میں ان کے زمانہ طالب علمی کے مناظرے اور کراچی میں ہونے والے مناظرے کا ذکر کیا ہے۔ دوسری فصل میں پنجاب میں ہونے والے مناظروں کا ذکر کیا ہے اور تیسری فصل میں پنجاب سے باہر کے مناظروں کا ذکر کیا ہے۔

تیسرے باب میں مولانا محمد عمر کو بطور مصنف بیان کیا ہے۔ تیسرے باب کو بھی تین فصول میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی فصل میں ان کو بحیثیت صحافی ذکر کیا ہے۔

دوسری فصل میں لوگوں کی آراء کو جمع کیا ہے اور تیسری فصل میں ان کی کتابیات کا تعارف کروایا ہے۔ میں نے اپنے اس مقالہ میں اپنی استطاعت کے مطابق اسے بہتر طریقے سے کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ میں نے پوری کوشش کی ہے کہ میں اپنے عنوان مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی خدمات کے تمام پہلوؤں پر تحقیق کر سکوں لیکن میں اس بات کا اعتراف بھی کرتی ہوں کہ میں مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی خدمات پر تحقیق کا حق ادا نہیں کر سکی۔ یقیناً میرے اس کام کے اندر بے شمار غلطیاں ہیں اور اس میں اصلاح کی گنجائش باقی ہے جسے میں وقت کی کمی ہونے کے باعث درست نہ کر سکی۔

میں اللہ رب العزت سے دُعا گو ہوں کہ اس کام کی تکمیل کے دوران مجھ سے ہونے والی ہر خطا کو معاف فرمائے اور میری اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ (آمین)

حمدہ شاہد

بی۔اے۔آنرز اسلامیات

باب اوّل

مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

کا سوانحی خاکہ

فصل اول:

حالاتِ زندگی

پیدائش:

مولانا محمد امین کے خانوادہ میں بیسویں صدی عیسوی کے پہلے سال ۱۹۰۱ء میں ایک نونہال کی ولادت ہوئی جسے محمد عمر کا خوبصورت نام دیا گیا۔[ا]

مقام پیدائش:

آپ ضلع قصور کے ایک گاؤں شیروکانہ میں پیدا ہوئے۔ اس گاؤں کے ایک بزرگ نے بتایا کہ اس گاؤں میں پینے کے پانی کے حصول کا کوئی خاص انتظام نہ تھا۔ ایک یا دو گھروں میں چھوٹے چھوٹے کنوئیں تھے جو کہ سب گاؤں والوں کے لیے نا کافی تھے۔ اور اس تکلیف کا اظہار انفرادی طور پر سب کرتے تھے لیکن اجتماعی شکل میں کبھی کسی نے غور کرنا ضروری نہ سمجھا۔ آخر کار جب آبادی کا تناسب بڑھا تو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک اور کنواں کھدوایا جائے جو گہرائی اور پانی کی فروانی کے اعتبار سے تمام گاؤں والوں کے لیے کافی ہو اور سب عام و خاص اس سے پانی حاصل کر سکیں۔ چنانچہ تمام گاؤں والوں نے مل کر رقم جمع کی اور کنواں کھدوانے کا کام شروع کروا دیا۔ پانی کافی گہرا تھا۔ بہت مشکلات پیش آئیں مگر جس دن محمد عمر پیدا ہوئے اسی دن وہ کنواں جس میں ابھی تک پانی کے دور دور تک کوئی آثار نہ تھے اچانک اس میں پانی نمودار ہو گیا۔ پانی کو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ فرحت بخش اور میٹھا پانی ہے تو کنواں کھودنے والوں نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی کہ اللہ کے فضل و کرم سے میٹھا پانی نکل آیا ہے۔ سب

لوگ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا محمد امینؒ کے مرید و معتقد تھے اور انکے علمی اور روحانی جاہ و جلال سے متاثر تھے اس لیے آپ کی ولادت کی خبر سب کو مل چکی تھی تو سب کی زبان پر جاری ہوا کہ حضرت آپ کے بیٹے کی برکت سے اللہ نے گاؤں والوں کو یہ میٹھا اور ٹھنڈا پانی عنایت فرمایا الحمد اللہ آپ کی ولادت با سعادت کی برکت سے نکلنے والے ٹھنڈے پانی نے نا صرف گاؤں والوں کی پیاس بجھائی بلکہ جانوروں کو بھی سیراب کیا۔۲

ابتدائی تعلیم:

آپ کے والد مولوی محمد امین بن عبدالمالک قریشی حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری ''(۱۸۸۹ء--۱۹۷۱ء) کے خاندان ۳ سے تھے''۔۴

چونکہ عالم دین تھے اور طلباء کو قرآن و حدیث کی تعلیم خود دیتے تھے اس لیے محمد عمر کو بھی ابتدائی تعلیم آپ کے والد ماجد نے خود ہی دی۔ آپ کے والد ماجد کے علم و عرفان کے ساتھ آپ کی والدہ ماجدہ بھی ایک عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ اس لیے تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی و روحانی تربیت بھی ہوتی چلی گئی۔۵

''اکثر بزرگان دین کے واقعات کو پڑھا جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ جس کو ماں باپ سے بہتر تعلیم و تربیت مل گئی تو وہ آگے چل کر منازل طے کرتا ہوا جلد منزل مقصود پر پہنچتا ہے۔ ویسے بھی یہ بات مشہور ہے کہ سب سے پہلی درسگاہ ماں کی گود ہے وہاں سے جو تربیت ملے وہ ساری عمر ساتھ رہتی ہے خود محمد عمر فرمایا کرتے تھے مجھے تعلیم دین سے روشناس کرنے کے بعد میرے والد گرامی نے مجھے فرمایا کہ بیٹا یہ پودا میں نے لگا دیا ہے اس کو پانی دیتے رہنا تا کہ یہ پھلے پھولے ایسا نہ ہو تم دھیان نہ کرو اور یہ سوکھ جائے محمد عمر نے اپنے والد گرامی کی نصیحت پر عمل کیا

اور نہ صرف خود دینی تعلیم کو عروج دیا بلکہ اپنی اولاد میں بھی اس کی پیوند لگا دی تا کہ یہ شاخیں اسی طرح پھلتی پھولتی رہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے۔۶

علوم ظاہری:

آپ نے قرآن پاک والد مکرم سے پڑھا۔ فارسی کتابیں مولانا صلاح الدین موضع چانوٹ (پاک پتن سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے) سے پڑھیں۔ صرف ونحو اور اصول، موضع لکھنؤ کے فیروز پور میں مولانا محمد حسین اور عطاء اللہ لکھوی سے پڑھیں، منطق و معقولات قصور کے مدرسہ فریدیہ میں پڑھی اور پھر بعض کتابیں مولانا محمد عالم سنبھلی سے مدرسہ حمیدیہ نیلا گنبد لاہور سے پڑھتے رہے۔

کتب حدیث کے لیے آپ دہلی کے مدرسہ رحیمیہ میں داخل ہوئے مولوی عبداللہ امرتسری ثم روپڑی سے سند حاصل کی۔ مکرراً مولانا احمد علی میرٹھی سے (جو مولانا احمد علی محدث سہارن پوری کے شاگرد تھے) صحاح ستہ کا مطالعہ کیا۔۷

امام شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ (۱۲۷۲/۱۳۴۰)۸ کے شاگرد رشید مولانا محمد حسین (خطیب پلٹن فیروز پور) کے پاس کچھ عرصہ رہنے کے بعد مولانا علی محمد جماعتی قدس سرہ (قصور) کے پاس فتووالہ میں قیام پذیر ہوئے۔۹

اعلیٰ تعلیم:

اعلیٰ تعلیم کے لیے برصغیر کے نامور علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے اور بالآخر ''دارالعلوم رحیمیہ'' دہلی میں جا پہنچے اور وہیں سے فارغ التحصیل ہوئے۔ مدرسہ رحیمیہ دہلی کے جملہ مدرسین دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ دورانِ تعلیم آپ نے دہلی کے ایک ممتاز خوش عقیدہ عالم سے رابطہ قائم رکھا تا کہ ان کے اساتذہ کا تعلیمی نظریہ اور ان کے عقائد ونظریات میں تذلزل کا باعث نہ بنے۔ ان

اساتذہ کو کیا خبر تھی کہ جس نوجوان کو وہ زیورِ علم سے آراستہ کر رہے ہیں وہ وقت آنے پر ان کے بڑے بڑے مناظر علماء کے چھکے چھڑا دے گا۔ اور ان کے غلط عقائد اور نظریات کی اصلیت لوگوں کے سامنے رکھ دے گا۔ علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد آپ نے طِب کے میدان میں قدم رکھا اور علمِ طِب کی تحصیل کے بعد کچھ عرصہ تک علاج و معالجہ بھی کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ آپ باطل عقیدے کے امراض کا علاج کریں چنانچہ آپ نے اس راہ کو اختیار کیا اور جس پامردی سے آپ نے اعتقادی اور ایمانی بیماریوں کا علاج کیا وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ [۱۰]

روحانی تربیت:

محمد عمر نے اپنی روحانی تربیت میاں شیر محمد شرقپوری (۱۸۶۵ء/ ۱۹۲۸ء) کے زیر سایہ حاصل کی اور ان کی وفات کے بعد حضرت سید محمد اسماعیل شاہ المعروف ''حضرت کرمانوالہ'' سے روحانی فیوض و برکات حاصل کئے۔ [۱۱]

مدارس:

محمد عمر نے مختلف جگہوں سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ نے اور بھی مدارس سے تعلیم حاصل کی جن میں مدرسہ فریدیہ، مدرسہ حمیدیہ اور مدرسہ رحیمیہ (دہلی) شامل ہیں۔ [۱۲]

سندِ فراغت:

تحصیل علوم دین کے لیے مولانا نے شیخ اور والدین سے اجازت حاصل کرنے کے بعد ہندوستان کے مختلف شہروں میں ہر فن کے قابل اساتذہ سے پڑھا۔ یعنی جو عالم دین جس فن اور علم میں شہرت و کمال رکھتے تھے وہ فن ان سے

حاصل کیا خوب محنت کی کہ کہیں کسی فن میں ادھورہ نہ رہ جائے اور اس غرض سے ملک کے طول و عرض میں سفر کرنے پڑے لاہور اور دہلی اس وقت علوم کے مراکز تھے۔ نیز یہ کہ اس وقت ہر فکر کے لوگ اپنے مدارس قائم کر رہے تھے۔ اور طلباء جس مدرسے میں چاہتے تعلیم حاصل کرتے کوئی پابندی نہیں تھی اہل حدیث مکتبہ فکر کے لوگوں کو ہندوستان میں ظاہر ہوئے ابھی زیادہ دیر نہ ہوئی تھی ابھی تک ان کی حقیقت سے پردہ عوام میں اتنا زیادہ نہ اٹھا تھا طلباء ایک دوسرے کے مدارس میں آزادانہ آتے جاتے تھے اس لیے مولانا بھی مختلف مکاتب کے مدارس میں جس معلم کی قابلیت سنتے ان سے پڑھتے۔ حتیٰ کہ محمد عمر نے محنت شاقہ سے جلد ہی درس نظامی سے فراغت حاصل کر لی۔ یعنی قرآن، اصول نحو، منطق، فلسفہ، اصول الفقہ، اصول الحدیث، اصول القرات، علم بلاغت وغیرہ۔ ان علوم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد حصول علم حدیث کی طرف بڑھے تو دہلی میں دو مراکز حدیث تھے جہاں تعلیم کا بڑا چرچا تھا۔ ایک مرکز مقلدین کا اور دوسرا غیر مقلدین کا تھا۔ محمد عمر نے دونوں مدرسوں میں مختلف اوقات میں تحصیل علوم حدیث کے لیے جانا شروع کر دیا تا کہ دونوں کے دلائل سامنے آئیں اور ایام طالب علمی میں ہی پتہ چل سکے کہ حق کس طرف ہے علماء احناف سے پڑھتے تو ان کے دلائل علماء غیر مقلدین کے سامنے پیش کرتے اور غیر مقلدوں سے پڑھتے تو ان کے دلائل علماء احناف کے سامنے پیش کرتا پھر دونوں سے ایک دوسرے کے دلائل کا رد محفوظ کر لیتے تا کہ تجزیہ ہو سکے آخر کار نتیجہ یہ نکلا کہ غیر مقلدین دلائل کو صحیح معنوں میں رد نہ کر سکے اور ٹال مٹول سے کام لیتے لیکن اس کے برعکس علمائے احناف غیر مقلدین کے دلائل خوب ٹھوس طریقے سے رد کرتے۔ الغرض خوب چھان بین اور تحقیق سے پڑھا۔ مولانا

محمد عمر کو تحقیق کے پہلو اور مسئلے کی گہرائی میں اترتا دیکھ کر غیر مقلدین محمد عمر کے طریقہ حصول دین کی داد دیئے بغیر نہ رہتے۔

مولانا محمد عمر جہاں جہاں حصول علم کے لیے کوشش فرماتے وہاں آپ اپنے شیخ کامل حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد فرمائے ہوئے وظائف کو بھی جاری رکھتے یعنی صلوٰۃ خمسہ با جماعت، قیام و رمضان کی پابندی کے علاوہ نوافل، تہجد، اشراق، اوابین کی پابندی فرماتے علاوہ ازیں تلاوت قرآن پاک، کثرت سے درود شریف پڑھنا آپ کا محبوب عمل تھا۔ جو آپ نے آخری وقت تک جاری رکھا۔ ۱۳

مولانا محمد عمر فرماتے ہیں کہ دورانِ تعلیم میرے والد محترم حضرت مولانا امین قصوری دہلی تشریف لائے غالباً آپ نے اپنے نونہال کے معمولات اور تعلیمی صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے تشریف لائے تھے اور شاید اسی غرض سے کچھ روز آپ نے مولانا محمد عمر کے پاس گزارے اور ان کی جملہ حرکات وسکنات کو خوب غور سے ملاحظہ فرماتے۔ آپ نے دیکھا کہ محمد عمر کے معمولات میں تحصیل علوم دین کے ساتھ ساتھ توجہ الی اللہ ورسول بھی موجود ہے کیونکہ مولانا کا معمول تھا کہ دورانِ تعلیم میں اذان فجر سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے نیند سے بیدار ہوتے تھے اور سب سے پہلے وضو کے بعد نماز تہجد ادا کرتے پھر قوت جسمانی کو برقرار رکھنے کے لیے ورزش کرتے اور اسباق شروع ہونے کے وقت تک عشاء کے بعد کیے ہوئے مطالعے کو دہراتے بعض اوقات تو ناشتے کی پروانہ ہوتی کبھی کچھ وقت نکال کر ناشتہ کر لیتے جن دنوں والد گرامی تشریف لائے ہوئے تھے ان دنوں مولانا محمد عمر ناشتہ کے لیے وقت نکالنا ہی پڑتا تھا اور پھر اسباق میں مشغول ہو جاتے ظہر اور عصر کے

درمیان کچھ وقت آرام سے بچا کر تلاوت قرآن کرتے اور رات گئے مطالعے میں مصروف رہتے۔ ان معمولات کو دیکھ کر والد گرامی بڑے مطمئن ہوئے اور خوش ہوئے اور واپس جاتے ہوئے مولانا محمد عمر کو فرمایا کہ محمد عمر بیٹا میں تیرے معمولات سے بہت مطمئن ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تجھے دین اور دنیا میں سر بلندی عطا فرمائے۔ ۱۴

بیعت:

علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کے بعد مولانا محمد عمر قدوۃ الاولیاء حضرت میاں شیر محمد شرقپوری (۱۸۶۵ء/ ۱۹۲۸ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دست حق پرست پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری (۱۸۶۵ء/ ۱۹۲۸ء) نے آپ کے سینہ پر تین مرتبہ ہاتھ پھیرا اور فرمایا ''محمد عمر جاؤ اور مذہب حق کا دفاع کرو تمہیں کوئی بد مذہب شکست نہیں دے سکتا۔ تمہارا نام محمد عمر ہے لہٰذا عمر بھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی نشرو اشاعت میں لگے رہنا'' ۱۵

مرشد طریقت کی روحانی کرم نوازی کے بارے میں مولانا محمد عمر خود لکھتے ہیں۔

> ''جب میں نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اس وقت میری مسیں بھیگی نہیں تھیں حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیعت لی اور فرمایا انسان کامل تو اللہ کے ولی کی نگاہ سے ہی ہوتا ہے مگر بزرگانِ دین کی سنت حصول علم دین پر مسلمان کیلئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔'' ۱۶

عالم باعمل:

رسالہ تذکرہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مولانا محمد عمر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مولانا محمد عمر ایک باعمل عالم تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی شریعت کے مطابق گزاری۔ آپ طالب علمی کے زمانے ہی سے نماز اور روزہ کی پابندی کرتے تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی میں کبھی بھی نماز تہجد قضا نہیں ہونے دی تھی۔ [۱۷]

شجرہ نسب:

آپ کا سلسلہ طریقت میاں شیر محمد شرقپوری سے اکتیس واسطوں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اس لیے آپ کے نام کے ساتھ صدیقی لکھا جاتا ہے۔

شجرہ طریقت:

مولانا محمد عمر اچھروی ـــــ میاں شیر محمد شرقپوری ـــــ خواجہ امیر الدین ـــــ خواجہ امام علیشاہ قدس سرہ العزیز ـــــ خواجہ حاجی احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــ حضرت خواجہ محمد زمان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــ شیخ محمد زکی مطہری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــ حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ العزیز ـــــ حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــ حضرت خواجہ سعید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــ حضرت شاہ گل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــ حضرت خواجہ محمد معصوم ملقب بعروتا الوثقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز ـــــ حضرت مولانا خواجگی املنگی قدس سرہ العزیز ـــــ حضرت مولانا محمد زاہد قدس سرہ العزیز ـــــ حضرت

خواجہ عبید اللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــ مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــ حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبندیہ ـــــ حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــ حضرت خواجہ بابا سماعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــ حضرت خواجہ محمود الخیری ـــــ حضرت خواجہ عارف قدس سرہ ـــــ حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہ ـــــ خواجہ ابوعقوب بن ایوب ہمدانی ـــــ شیخ ابوعلی فاروی طوسی ـــــ شیخ ابوالحسن خرقانی ـــــ سلطان العارفین ابویزید طیفوز بن عیسیٰ بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ [۱۸]

اولاد امجاد:

حضرت مناظر اعظم نے تین شادیاں کیں تین بیویوں سے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں آپ نے سوگوار چھوڑیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے صالح اولاد سے نوازا۔

آپ کے صاحبزادگان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت علامہ مولانا فقیر اللہ صدیقی

۲۔ حضرت علامہ مولانا حافظ سلطان باہو صدیقی (۲۰۰۱ء ف)

۳۔ حضرت علامہ مولانا عبدالوہاب صدیقی ۱۹۴۲ء/۱۹۹۳ء

۴۔ حضرت علامہ مولانا عبدالتواب صدیقی (۱۹۴۸ء پ)

۵۔ جناب محمد ظفر صدیقی صاحب (۱۹۶۱ء) [۱۹]

علامہ حافظ سلطان باہو صدیقی (۲۰۰۱ء):

آپ محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔

آپ نے جامع رضویہ فیصل آباد میں حضرت محدث اعظم مولانا سردار احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی نظر عنایت سے علمی اور روحانی فیض حاصل کیا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ملک کے طول وعرض میں وعظ ونصیحت کے لیے سفر اختیار کیے فیصل آباد، قصور اور گوجرانوالہ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیئے اور آخر میں آپ نے جامع غوثیہ جنازگاہ لٹن روڈ مزنگ لاہور میں خطابت کے فرائض سنبھالے۔ اپنے وصال ۱۶ مئی (۲۰۰۱ء) تک اسی مسجد میں تبلیغ دین متین کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ حافظ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دوست احباب کے اصرار پر ایک انجمن بنائی جس کا نام حضرت حافظ صاحب کے نام پر انجمن سلطانیہ رکھا گیا۔ یہ نام رکھنا اسی بات کا ثبوت ہے کہ مسجد کے متعلقین ومتوسلین آپ سے کس قدر محبت کرتے تھے اس انجمن کے تحت اسی جامع مسجد میں آپ نے دارالعلوم سلطانیہ کی بنیاد رکھی جس میں بچوں کو حفظ وناظرہ، قرآن پاک کی تعلیم آج بھی دی جارہی ہے اور یہ صدقہ جاریہ تا قیامت جاری رہے گا۔[۲۰]

مولانا عبدالوہاب صدیقی (۱۹۴۲ء/۱۹۹۳ء):

مولانا نے تقریباً زندگی کا اکثر حصہ لندن میں تبلیغ دین اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام محبت کو عام کرتے ہوئے گزارا اور لندن میں آپ نے سب سے پہلی اسلامی یونیورسٹی "حجاز یونیورسٹی" کے نام سے قائم کی اور یوں تبلیغ دین کرتے ہوئے آپ وفات پاگئے۔

آپ کے چار صاحبزادگان، نورالاقطاب، فیض الاقطاب، زین

الاقطاب اور قمرالاقطاب آج کل اپنے آباء واجداد کی وراثتِ علم کو لوگوں کے سینوں میں منتقل کرنے میں مصروف عمل ہیں اور یوں یورپ کی سرزمین پر پرچم اسلام کو بلند رکھے ہوئے ہیں۔[۲۱]

مولانا عبدالتواب صدیقی (۱۹۴۸ء پ):

حضرت مولانا عبدالتواب صدیقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۹۴۸ء پ) بھی اپنے والد گرامی محمد عمر کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں ملک پاکستان کے طول وعرض میں سینکڑوں مناظرے کر چکے ہیں اور وعظ ونصیحت سے لوگوں کو فیض یاب کر رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اہلسنت وجماعت کی عظیم درسگاہ جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری گیٹ رضویہ، میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔[۲۲]

عالم ربانی:

جس دور میں حضرت مناظر اعظمؒ نے آنکھ کھولی اس دور میں اصحاب علم میں بھی سہل پسندی اور بے راہ روی جیسی بیماریاں عام تھیں لیکن حضرت مناظر اعظم نے برصغیر کے نامور خطیب اور مناظر ہونے کے باوجود تقویٰ وپرہیزگاری کا دامن ہرگز نہ چھوڑا اور شریعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کا خاص اہتمام فرمایا۔ مرشد کے عطا کردہ وظائف اور صلوٰۃ تہجد کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے گویا حضرت مناظر اعظم کو اللہ تعالیٰ نے عالم ربانی کے منصب پر فائز فرمایا تھا۔[۲۳]

زیارت مکہ ومدینہ:

حضرت مناظر اسلام چونکہ تحریک عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داعی تھے۔ ملک کے طول وعرض میں آپ کے خطابات ہوئے تھے۔ آپ کے وعظ کا مرکزی نقطہ نظر یہ ہوتا تھا کہ اے لوگو! اپنے دل میں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو پیدا کرو۔آپ کی پوری زندگی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبارت تھی اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔کسی امتی پر عشق جب غالب آتا ہے تو وہ کریم آقا اپنی بارگاہ میں بلا لیتے ہیں۔ ویسے تو خواب میں آقا نے کئی بار مہربانی فرمائی ہوگی ۔مگر ظاہری طور پر ۱۹۵۰ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔آپ کے سفر حرمین شریف پر چھ ماہ لگے تھے اور آپ نے عراق کا راستہ اختیار فرمایا تا کہ بغداد شریف میں غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر آئمہ وبزرگان دین کے مزارات پر حاضری ہو سکے۔آپ کے اس سفر میں قدم قدم پر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عملی مظاہرے نظر آتے اور سوز وگداز کی کیفیت طاری رہتی ۔۲۴

آخری لمحات:

۱۹۶۹ء میں آپ کی طبیعت ناساز گار رہنے لگی چونکہ آپ خود بھی طبیب تھے مختلف ادویہ اور خوراک سے علاج فرما لیتے تھے کبھی کبھی صاحبزادگان کے اصرار پر ڈاکٹر کے مشورے پر بھی عمل کر لیتے مگر طبیعت میں کمزوری بڑھتی گئی۔ اسی دوران پیچش میں مبتلا ہوئے علاج کیا شفا ہوگئی مگر کمزوری اور بڑھ گئی مگر ساتھ ساتھ تقریر و تحریر کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ ڈاکٹر حضرات نے آپ کو آرام کرنے کا مشورہ دیا لیکن آپ فرماتے میں اپنے آقا و مولا سید المرسلین رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان کرنے اور دشمنانِ رسول کا رد تقریراً اور تحریراً کرنے میں دقت محسوس نہیں کرتا بلکہ آرام محسوس کرتا ہوں اس کے ساتھ ساتھ آپ نے احادیث وتفاسیر کا بھی مطالعہ جاری رکھا جس سے آپ کافی کمزور نظر آنے لگے۔۱۹۷۱ء میں آپ کو مکمل چیک اپ کے لیے ہسپتال داخل کیا گیا ماہر سرجنوں اور فزیشنوں کے غور وخوض کے

بعد فیصلہ کیا گیا کہ آپ کی بڑی آنت میں زخم زیادہ ہیں جو جلدی ختم نہیں ہوں گے۔اور کمزوری اور بڑھ جائے گی اس لیے آپریشن کے ذریعے ہی اس زخمی حصے کو نکال دیا جائے تو جلدی صحت یاب ہو جائے گی آپ کا آپریشن کامیاب ہوا مگر کمزور اتنے ہو چکے تھے کہ طبیعت سنبھل نہ سکی۔۲۵

وقت وصال مولانا محمد عمر کو پہلے ہی علم تھا مولانا عبدالتواب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ محترمہ ایک ہفتہ قبل ملاقات کیلئے گئیں تو فرمانے لگے آج کونسا دن ہے عرض کی سوموار فرمانے لگے آٹھ دن باقی رہ گئے ہیں عبدالتواب صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ نے عرض کیا کس چیز میں آٹھ دن رہ گئے ہیں تو خاموش ہو گئے دوبارہ عرض کیا تو فرمانے لگے آٹھ دن بعد تمہیں سمجھ آ جائے گی۔ دو دن بعد اچھرہ کے ایک محلے دار جو آپ سے نہایت عقیدت رکھتے تھے تیمارداری کے لیے حاضر ہوئے تو فرمایا آج کون سا دن ہے عرض کی بدھ فرمانے لگے اچھا تو کل جمعرات ہے اور پھر جمعہ ،ہفتہ ، اتوار، پیر اور منگل آخری دن ہے وہ صاحب سمجھ گئے اور کہا کہ ایسا نہ کہیے اللہ آپ کو عمر خضر عطا فرمائے، مولانا محمد عمر فرمانے لگے یہ فیصلہ اٹل ہے اب اس میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں۔۲۶

۲۱ دسمبر بروز پیر بعد از عصر لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک فرمانے لگے مجھے چشمہ لگاؤ جو اس وقت مولانا محمد عمر کی خدمت میں حاضر تھا اس نے چشمہ لگا دیا فرمانے لگے اٹھا کر بٹھا دو صاحبزادگان نے عرض کی طبیعت میں نقاہت کا تقاضا ہے کہ آپ لیٹے رہیں آپ نے فرمایا تم نادان ہو تمہیں معلوم نہیں جلدی اٹھاؤ آپ کے دونوں بیٹوں مولانا عبدالوہاب اور عبدالتواب نے پکڑ کر اٹھا دیا دروازے کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور تھوڑی دیر بعد فرمانے لگے اب لٹا دو متعدد بار ایسا ہی

ارشاد فرمایا آخری مرتبہ فرمانے لگے مجھے چارپائی سے نیچے اتار کر کھڑا کر دو آپ کے صاحبزادگان نے سہارا دیا اور نیچے کھڑا کر دیا پھر آپ دروازے کو دیکھ کر مسکرائے حتی کہ آپ کے دانت مبارک نظر آنے لگے اور ساتھ پڑھنے لگے:

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

صاحبزادگان فرماتے ہیں کہ ہمیں کچھ دکھائی نہیں دیا مگر جب آخری مرتبہ کھڑے ہو کر خوب مسکرا کر درود شریف پڑھا تو ہمیں ایک ایسی خوشبو آئی جو اس سے پہلے ہم نے کبھی نہ سونگھی تھی یوں محسوس ہوا کہ آقا کی جلوہ گری ہے اپنے غلام کو بوقت رخصت دیدار کا شرف اور شفاعت کی یقین دہانی کیلئے جلوہ گر ہوئے ہیں ہم بھی درود پڑھنے لگے۔ چند منٹ یہ سماں رہا اور پھر مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب مجھے چارپائی پر لٹا دو آپ کو لٹا دیا گیا اس کے بعد آپ کی زبان پر مسلسل کئی گھنٹے درود شریف جاری رہا۔

وصال:

۲۱ دسمبر ۱۹۷۱ء بروز منگل ٹھیک ایک بج کر پینتالیس منٹ پر حضور مناظر اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خالق حقیقی سے جا ملے۔[۲۷]

جنازہ مبارک:

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی) نے نماز جنازہ پڑھائی۔[۲۸] ۲۳ دسمبر بروز بدھ بعد از نماز ظہر آپ کا جنازہ آپ کے گھر دار المقیاس اچھرہ سے اٹھایا گیا بے شمار علماء کرام مشائخ عظام کے کندھوں پر مناظر اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سفر شروع کیا ہزاروں

آدمی آپ کے جنازے میں شریک ساتھ ساتھ کندھا دینے کی سعادت حاصل کرتے ہوئے آپ کو لیکر چلے تو آسمان پر ایک چھوٹا سا بادل کا ٹکڑا آپ کے جنازے مقدس پر سایہ کیے ساتھ ساتھ ہلکی ہلکی بوندا باندی کرتا ہوا چل رہا تھا۔ دائیں بائیں چھتوں پر دیدار کرنے والوں کا ہجوم تھا حتیٰ کہ مذاہب باطلہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے جب آپ کا چہرہ اور یہ منظر دیکھا تو برملا پکار اٹھے کہ ہم تو بھولے رہے صراط مستقیم یہی ہے جس پر مناظر اعظم خود چلے اور دوسروں کو ساری زندگی اسی راستے پر چلنے کی دعوت دیتے رہے واللہ یہی عقیدہ درست اور یہی مسلک سچا ہے۔[۲۹]

مولانا کا وصال اور لاہور کے اخبارات:

﴿روزنامہ کوہستان﴾ لاہور ۲۱ دسمبر ۱۹۷۱ کو اہل سنت کے ممتاز عالم دین مولانا محمد عمر اچھروی صاحب سابق خطیب داتا دربار آج ایک بج کر پینتالیس منٹ پر بعد دوپہر وصال فرما گئے۔ آپ کی نماز جنازہ کل دو بجے دوپہر کو شریف پارک اچھرہ میں ادا کی جائے گی۔[۳۰]

﴿روزنامہ امروز﴾ لاہور ۲۱ دسمبر ۱۹۷۱ء۔ اہل سنت کے ممتاز عالم دین شعلہ بیان خطیب مولانا محمد عمر اچھروی منگل کے روز جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ اِنا للہ و اِنا الیہ راجعون .نماز جنازہ بدھ کے روز دو بجے بعد دوپہر شریف پارک اچھرہ میں ادا کی جائے گی۔

مولانا صاحب کا حال ہی میں آپریشن ہوا تھا۔ انہیں پیٹ میں رسولی کی شکایت تھی۔ بتایا گیا کہ گذشتہ رات ان کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی جو لمحہ بہ لمحہ بگڑتی گئی اور آج تقریباً دو بجے بعد دوپہر خالق حقیقی سے جا ملے مولانا محمد عمر

اچھروی کی عمر ستر سال تھی انہوں نے تحریک پاکستان اور دیگر قومی و دینی تحریکوں میں حصہ لیا تھا۔ اہل سنت کے بریلوی مسلک میں انہیں شعلہ بیان مقرر اور خطیب کی حیثیت سے ممتاز مقام حاصل تھا اس کے علاوہ انہوں نے فقہی مسائل اور دینی موضوعات پر اور کئی ایک درجن ضخیم کتب اور رسائل چھوڑے ہیں وہ ایک عرصے تک مسجد داتا صاحب میں خطیب رہے۔ مولانا اچھروی قصور میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم جامع رحیمیہ دہلی میں حاصل کی ۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد برصغیر پاک و ہند میں تبلیغ دین کا فریضہ ادا کرتے رہے۔آپ کی بعض تصانیف یہ ہیں۔ مقیاس نبوت، مقیاس حنفیت ، مقیاس خلافت، مقیاس صلوۃ، مقیاس نور، مقیاس حیات آپ کا بیش قیمت ذخیرہ کتب موجود ہے۔

مولانا صاحب کے سوگوار کنبے میں ان کی بیوہ کے علاوہ پانچ صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں شامل ہیں ان کے جوان صاحبزادے مولانا عبدالوہاب بھی دینی مبلغ ہیں اور ترقی پسند عوامی سیاست سے تعلق رکھتے ہیں۔[۳۱]

فصل دوم:

خدمات

مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمات کو درج ذیل عنوانات کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے۔

تقریری خدمات:

مولانا محمد عمر دینی و روحانی فیوض و برکات سمیٹ کر واپس اپنے وطن تشریف لائے تو عوام کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے ٹھیٹھ پنجابی زبان میں تقریر کا آغاز کیا۔قرآن پاک خاص سادہ انداز میں پڑھتے اور مناظرانہ اندازِ بیان سے دیہاتی عوام کے محبوب واعظ بن گئے۔ مولانا اچھروی نے اپنی پنجابی تقاریر سے نہ صرف اہل لاہور کو متاثر کیا بلکہ دوسرے شہروں سے بھی جوق در جوق لوگ آتے اور آپ کی تقاریر سنتے مولانا پنجابی کے قادر الکلام خطیب تھے۔[۳۲]

مناظرہ کی تعریفات لغات کی روشنی میں:

مناظرہ: مذہبی امور کے متعلق بحث کرنا[۳۳]

مناظر: (ع۔بضم۔اوّل وکسر چہارم) صفت، مناظرہ کرنے والا

مناظرہ: (ع بقم اوّل و فتح چہارم وپنجم) مذکر، باہمی بحث، جھگڑا[۳۴]

مُنَاظِرہ: صفت، بحث اور مناظرہ کرنے والا، تکراری

مُنَاظَرَہ: اسم مذکر (i) کسی کی مانند ہونا۔ (۲) مشابہ ہونا۔ (۳) باہم نظر کرنا۔ (۴) جدائی کرنا۔ (۵) کسی چیز کی حقیقت و ماہیت کے واسطے باہم فکر کرنا۔ (۶) وہ علم جس میں مباحثہ کے قوانین درج ہیں۔[۳۵]

مُناظَرۃ: کم نظر کرنا، باہم بحث کرنا۔ ۳۶؎

مُناظَرۃ: بحث و مباحثہ، تکرار ۳۷؎

بطور مناظر اسلام:

۱۹۳۴ء میں آپ لاہور میں قیام پذیر ہوئے تو آپ کی شہرت پورے پنجاب میں پھیل گئی۔ دیو بندی، وہابی، شیعہ اور مرزائی عقائد پر علمی تنقید فرماتے تھے۔ معاندین کی کتابوں کے حوالے آپ کو از بر تھے نادر کتب کا ذخیرہ آپ کے پاس رہتا۔ آپ بڑی جرات سے میدان مناظرہ میں آتے اور مخالف کو للکارتے۔ آپ اپنے مرشد برحق کی دعا سے ہر میدان میں فتح یاب ہوئے تقریباً ایک سو پچاس مناظرے جیتے اور عقائد اہل سنت و جماعت کی فتح و نصرت کے سکے بٹھا دیے۔ ۳۸؎

وجوہات شہرت:

(۱) مولانا اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مناظر کی حیثیت سے شہرت رکھتے تھے۔ ان کے سامنے شیعہ، وہابی اور دیوبندی مناظر آتے تو خفت اُٹھا کر بھاگ جاتے۔ ٹھیٹھ پنجابی میں تقریر کر کے لوگوں کے دل موہ لیتے۔ دورانِ تقریر اپنے خاص انداز میں قرآن پڑھتے تو سامعین جھوم جھوم جاتے مناظرانہ نکتے بیان کرتے تو سامعین عش عش کر اُٹھتے۔ مولانا محمد عمر جس مجمع میں تقریر کرتے کئی کئی گھنٹے لوگوں کو ہلنے نہ دیتے۔ ہر شخص کی خواہش ہوتی کہ مولانا تقریر کرتے جائیں اور وہ سنتے جائیں۔ ۳۹؎

(۲) رسالہ تذکرہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ کی شہرت پورے

برصغیر میں تھی۔ آپ کی شہرت نہ صرف اہل سنت و جماعت میں تھی بلکہ تمام باطل عقائد والے لوگوں میں بھی آپ کی شہرت تھی۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ تھی کہ پورے پاک و ہند میں آپ کو جب بھی مناظرے کے لیے بلوایا جاتا آپ ہمیشہ مناظرے کے لیے تیار رہتے تھے۔ ۴۰؎

خطابت:

حضرت مناظر اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مضافات قصور میں موضع ''ستوکی'' کی جامع مسجد میں بارہ سال تک خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور اس مسجد کے ساتھ ملحق مدرسہ میں تدریس بھی فرماتے رہے۔ پھر آپ لاہور میں جامع مسجد 'عطار' (اچھرہ) میں طویل عرصہ خطیب رہے بارہ سال شیخو پورہ میں بھی خطابت کے فرائض سرانجام دیے۔ ۴۱؎

حضرت کرمانوالہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم پر آپ نے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کے ساتھ ملحق جامع مسجد میں خطبہ جمعہ کا آغاز کیا یہاں سامعین کا ہجوم اس قدر بڑھا کہ مسجد میں خاطر خواہ اضافہ کرنا پڑا۔ حضرت علی ہجویری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد میں آپ عرصہ ۱۶ سال تک خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ یہ خدمت تبلیغ دین کی خاطر سرانجام دیتے رہے اور کبھی وظیفہ وصول نہ کیا۔

حضرت مناظر اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا خطاب ٹھیٹھ پنجابی زبان میں ہوتا تھا۔ اور دلنشین اس قدر کہ سامعین گھنٹوں آپ کا خطاب سنتے اور ان کی دلچسپی میں کمی واقع نہ ہوتی۔ خطاب میں قرآن پاک کی آیات بڑی کثرت سے برمحل و برموقع تلاوت فرماتے تھے اور لہجہ اتنا عمدہ کہ سامعین جھوم جھوم جاتے۔ آپ کی گفتگو

پرتاثیر اور سوز و گداز سے معمور ہوتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتِ شان اس خوبصورت انداز میں بیان فرماتے تھے کہ سامعین کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جام بھر بھر کر پلاتے اور ان کے ایمانِ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جگمگا اُٹھتے۔ آپ کے وعظ میں تاثیر کو کلیدی حیثیت حاصل تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے قال کو حال کی پشت پناہی حاصل تھی۔ چونکہ آپ کی تقریر احقاقِ حق اور ابطال باطل پر مشتمل ہوتی تھی۔ لہٰذا تمام عوام اور خواص آپ کی تقاریر کو بڑے اہتمام سے سنتے تھے۔۴۲؎

سیاسی خدمات:

حضرت مناظر اسلام نے دعوت وتبلیغ اور اشاعت دین میں انہماک کے باوجود سیاسی طور پر اہم خدمات سرانجام دیں۔ تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کی کیونکہ اہلسنت و جماعت کے تمام اکابر علماء و مشائخ پاکستان کے قیام کے لیے میدانِ عمل میں کھل کر سامنے آچکے تھے تحریک ختم نبوت میں خصوصیت کے ساتھ حصہ لیا۔

جب ملک فیروز خان نون پاکستان کے وزیر اعظم تھے تو ایک دوسرے فرقے کے خلاف تقریر و تحریر کی بڑی سخت پابندی تھی۔ اس دور میں عجمی یہودیوں یعنی مرزائی حضرات کے خلاف بغیر کسی خوف و ہراس کے مناظر اسلام نے متعدد تقاریر کر کے ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کیا۔ جس کی پاداش میں بد مذہب نواز حکومت نے آپ کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔ ۱؎

اسی دوران میں ایک روز حضرت کرمانوالہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں کسی نے عرض کیا حضور! مولانا محمد عمر اچھروی کو حکومت نے گرفتار کرلیا ہے۔ یہ سنتے ہی

آپ نے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور مولانا کی رہائی اور ترقی درجات کے لیے دُعا فرمائی۔ ولی کامل کی دعا نے اپنا رنگ دکھایا کہ حکومت جو حق کی آواز دبانا چاہتی تھی وہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم کی مارشل لاء (۱۹۵۸ء) کے نیچے ہمیشہ کے لیے دب کر رہ گئی۔ اور مناظر اسلام باعزت طریقے سے رہا ہو کر اپنے گھر تشریف لے آئے۔۴۳؎ اور اسی طرح فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم (۱۹۰۷ء/۱۹۷۴ء) کے دور (۱۹۶۹ء۔۱۹۵۸ء) میں بھی آپ نے ہمیشہ حق کے علم کو اُٹھائے رکھا اور جب کبھی کسی بد مذہب نے چیلنج کیا آپ نے مقابلہ کر کے اسے شکست فاش دی۔

آپ نے مرزائیوں کے خلاف چلنے والی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ حتیٰ کہ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ اس سلسلے میں ایک دفعہ آپ کو ۱۴ سال قید سنا کر بند کر دیا گیا۔ تو آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ سلطان باہو صدیقی (۲۰۰۱ء) ولی کامل پیر طریقت حضرت قبلہ سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری (۱۸۸۳ء/۱۹۶۶ء) ۴۴؎ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مناظر اسلام کی رہائی کے لیے دُعا کی التجا کی تو حضرت قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دُعا فرمائی۔ آپ کی دُعا کی برکت سے مناظر اسلام باعزت بری ہو کر گھر تشریف لے آئے۔ مگر اتنی سختیوں کے باوجود حکومت کے آگے نہ جھکے نہ بکے۔۴۵؎

جمعیت المسلمین کا قیام:

جمعیت المسلمین کے قیام کی وجہ مولانا نے اپنے ہفت روزہ القیاس میں اس طرح بیان کی ہے۔

پاکستان مختلف جماعتوں پر مشتمل ہے۔ وہ ایک زنجیر کی طرح ہے اور زنجیر صرف اسی صورت میں ہی مضبوط رہ سکتی ہے اگر اس کی ہر کڑی مضبوط ہو۔

یہی حال اہلسنت کا ہے وہ منظّم ہی نہیں وہ بکھرے ہوئے دانوں کی صورت میں ہیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہیں لیکن وہ بکھرے ہوئے ہیں۔ وہ جماعتی زندگی کے فوائد سے محروم ہیں اس لیے ضروری ہے کہ ان سب کو اکٹھا کیا جائے اور ایک جماعت تشکیل دی جائے۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا اور ایک جماعت قائم کی گئی جس کا نام جمعیت المسلمین رکھا گیا۔[۴۶]

بحیثیت صدر جمعیت المسلمین مولانا کی خدمات:

مولانا نے بحیثیت صدر جمعیت المسلمین بہت سی خدمات سرانجام دی۔
آپ نے اپنی جمعیت کے پلیٹ فارم سے اس بات پر زور دیا کہ بحیثیت مسلمان اور ایک آزاد مملکت ہونے کے ناطے ہمیں اپنے ملک میں اسلامی قوانین کا نفاذ کرنا چاہیئے اسمبلیوں میں قوانین پر بحث کی جائے۔ بحیثیت صدر جمعیت المسلمین آپ نے فرمایا کہ قوم کا مطالبہ یہ ہے کہ پاکستان کا نصب العین اسلام ہے تو اس کا دستور، اس کا آئین اور نظام بھی اسلام ہونا چاہیئے۔ آپ کی انتھک کوششوں کی وجہ سے وہ اسلام کے ایک ضابطے کو اپنانے پر مجبور ہو گئے اور حکومت کو اپنے ضابطہ میں ترمیم کرنا پڑی۔[۴۷]

جمعیت المسلمین کے عہدیداران کا انتخاب:

جمعیت المسلمین کے عہدیداران کے انتخاب کے لیے لاہور ۳۰ جون ۱۹۶۳ء بروز اتوار ۴ بجے شام دارالمقیاس اچھرہ میں ایک سو کے قریب علماء کا احتجاج ہوا۔ اجتماع کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ قرآن پاک کی تلاوت قاری غلام رسول نے کی۔ تلاوت قرآن کے بعد قاری غلام رسول نے مجلس شوریٰ کی طرف سے مرتب کردہ جمعیۃ المسلمین کے قواعد وضوابط پڑھ کر سنائے پھر تراجم

کے بعد اِن اصول وضوابط کو منظور کرلیا گیا۔

اس کے بعد مولانا محمد بخش نے انتخاب کے لیے حسب ذیل نام پیش کیے۔

صدر: حضرت مولانا محمد عمر

ناظم اعلیٰ: حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی

نائب صدر: مولانا کرم شاہ صاحب بھیرہ، مولانا امیر شاہ صاحب پشاور، مولانا سید خلیل احمد صاحب

خازن: حاجی فیض محمد صاحب نیا بازار

تمام حاضرین نے بلا اختلاف ان ناموں کو منظور کرلیا۔

اسی کے بعد مولانا محمد بخش صاحب مسلم کو جمعیۃ المسلمین کا مشیر مقرر کیا گیا اور طے پایا کہ باقی عہدوں کے لئے صدر نامزد فرمائیں گے۔

بعدازاں دستور کے مطابق لاہور کو گیارہ حلقوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر حلقہ میں ایک معتمد مقرر کیا گیا۔[۴۸]

صدر جمعیت المسلمین کی طرف سے اظہار افسوس:

مولانا محمد عمر نے اپنے رسالے ہفت روزہ المقیاس میں پاکستان کے حالیہ طوفان (۱۹۶۳ء) سے تباہی کو عظیم المیہ قرار دیتے ہوئے اظہار افسوس کیا ہے اور قوم سے اپیل کی ہے کہ وہ ہلاک شدگان کے ورثاء اور طوفان زردگاں کی زیادہ سے زیادہ مدد کر کے پوری ہمدردی کا ثبوت دیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔[۴۹]

حکمت:

مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہلے اپنے آبائی گاؤں شیرو

کانہ میں خطابت و تدریس کے فرائض سر انجام دیے پھر گاؤں کے قریب ایک مشہور قصبہ ستو کی میں خطابت و تدریس کرتے رہے۔

حضرت فرماتے ہیں میں نے اپنے بعض بزرگوں سے مشورہ کے بعد لاہور منتقل ہونے کا پروگرام بنایا اور سب سے پہلے وہاں زمین خریدی رہائشی مکان بنایا اور باقاعدہ طور پر یہاں رہائش اختیار کی۔ ۵۰؎

لیکن یہاں آپ کا تعارف نہیں تھا۔ اور خود کسی کو کچھ کہنا مناسب تصور نہ فرمایا بلکہ بازار اچھرہ میں ایک دکان کرایہ پر حاصل کی اور حکیم محمد عمر کے نام سے وہاں تشریف فرما ہوئے چونکہ آپ مستند حکیم اور تجربہ کار معالج تھے اس لیے تھوڑے ہی عرصہ میں آپ بطور حکیم اس علاقہ میں خوب شہرت حاصل کر گئے۔

آپ علاج بھی فرماتے اور تبلیغ دین سے روحانی اصلاح بھی فرماتے اس سے لوگوں کو ان کی علمی و روحانی صلاحیتوں کا بھی تعارف ہوتا چلا گیا۔ اور آپ کے بحر علمی اور معرفت کا ذکر لوگوں کی زبانوں پر آنے لگا۔ ۵۱؎

مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ چونکہ ایک مستند طبیب تھے اور آپ کو حکمت وراثت میں بھی ملی تھی اور آپ کے خاندان میں اکثر بزرگ عالم اور شیخ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ طب پر بھی عبور رکھتے تھے مناظر اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے باقاعدہ علم طب دہلی سے حاصل کیا اور دہلی کے مشہور حکماء سے استفادہ کیا اور سند حاصل کی بعد ازاں مریضوں کا علاج بھی کرتے رہے آپ کا شمار ماہر نباض ہونے کے ساتھ روشناس حکماء میں بھی ہوتا ہے۔ دینی مصروفیات کی وجہ سے اگرچہ حکمت کو زیادہ وقت نہ دے سکے مگر تشخیص اور پھر علاج کیلئے دواؤں کی تجویز ایسی بے نظیر ہوتی کہ مریض کو کبھی مایوسی نہ ہوتی۔ ۵۲؎

علاج امراض میں کمال:

اگرچہ آپ طبابت کو بہت کم وقت دیتے لیکن آپ کے علاج سے صحت یاب مریضوں کی شرح باقی اَطبّا کی نسبت بہت زیادہ تھی۔ خصوصاً لا علاج مریضوں کے علاج میں آپ کو خاص مہارت حاصل تھی۔

ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ میری بیٹی ایک طویل عرصے سے ماتھے کی چمڑی کی خرابی میں مبتلا ہے۔ بہت سے حکیموں سے علاج کروایا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ آپ نے کہا کہ دو پیسے کی چنے کی دال خرید لو اور ابال کر اس کے ماتھے پر باندھ دو اس شخص نے ایسا ہی کیا اور اسے اللہ نے شفا دی۔ ۵۳؎

اسی طرح ایک شخص کی ٹانگ پر زخم تھا جو بگڑ گیا تھا اور پوری ٹانگ گل گئی وہ آپ کے پاس آیا اور آپ نے کہا کہ جاؤ اور تلاش کر کے دیگ میں پکا ہوا زردہ لو اور اس پر باندھ دو۔ اس نے ایسا ہی کیا اور اسے بھی حضرت کے صدقہ اور وسیلے سے اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرما دی ہے۔ ۵۴؎

تصانیف:

مولانا محمد عمر اچھروی نے اگرچہ اپنی ساری زندگی مناظرہ و تقاریر میں گزاری لیکن اس کے باوجود بھی آپ نے تصانیف کا کافی ذخیرہ چھوڑا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور اور مقبول تصانیف درج ذیل ہیں۔

(۱) مقیاس حقیقت

(۲) مقیاس نور

(۳) مقیاس صلوٰۃ

(۴) مقیاسِ مناظرہ

(۵) مقیاسِ خلافت

(۶) مقیاسِ النبوۃ

(۷) مقیاسِ وہابیت

اس کے علاوہ مقیاس توحید، مقیاس السلام، مقیاس حیات اور مقیاس میلاد ابھی تک مسودات کی شکل میں پڑی ہیں۔ ۵۵؎

تعارف تصانیف:

حضرت مناظر اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مناظرہ اور وعظ و نصیحت کے مشاغل کے باوجود تصنیف کے میدان کو کبھی خالی نہیں چھوڑا۔ آپ نے بہت سی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں جو کہ درج ذیل ہے۔

۱) مقیاس حنفیت:

اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ اصل حنفی کون ہیں اور جعلی حنفیوں کے مکارانہ پردہ کو چاک کیا گیا ہے۔

۲) مقیاس وہابیت:

اس کتاب میں (وہابیہ) غیر مقلدین کے منافقانہ چہرے سے پردہ سرکایا گیا ہے اور ان کے حقیقی خدو خال واضح کیے گئے ہیں۔

۳) مقیاس خلافت:

یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے اس میں مسئلہ خلافت کو محققانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے اور خلفائے راشدین کی خلافت کے احقاق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اور روافض کا رد بلیغ کیا گیا ہے۔

۴) مقیاس نبوت:

یہ کتاب تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اس میں مسئلہ ختم نبوت پر قلم اٹھایا گیا ہے اور مرزائیت کی اصلیت کو بیان کیا گیا ہے۔

۵) مقیاس نور:

اس کتاب میں مسئلہ نور و بشر پر قلم اٹھایا گیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراپا نور ہونے کے ناقابل تردید دلائل دیے گئے ہیں۔

۵) مقیاسِ صلوٰۃ:

اس کتاب میں نماز کے مسنون طریقہ بیان کیا گیا ہے اور غیر مقلدین کا رد بلیغ کیا گیا ہے۔

۷) مقیاس مناظرہ:

یوں تو مناظر اعظم نے ہر باطل فرقہ کے رد کے لیے مناظرے کیے لیکن اس کتاب میں غیر مقلدوں سے کیے گئے مناظروں کی روئیداد اور وہابیہ کے مغلوب وفرار ہونے کی داستانیں درج کی گئی ہیں۔ ۵۶؎

فصل سوم:

روحانی تربیت

میاں شیر محمد شرقپوری (۱۸۶۵ء/ ۱۹۲۸ء)

ولادت:

آپ کی ولادت با سعادت (۱۸۶۵ء/۱۲۸۲ھ) میں شرقپور ضلع شیخو پورہ میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم:

قرآن حفظ کرنے کے بعد کچھ عرصہ مڈل سکول میں پڑھتے رہے پھر اپنے چچا حمید الدین سے فارسی کی کتب پڑھ کر خوشنویسی میں مہارت تامہ حاصل کی۔

بیعت:

آپ مادر زاد ولی تھے۔ حضرت بابا امیر الدین کوٹلہ شریف والوں سے بیعت کی تھی۔ آپ سنت نبوی کے بہت پابند تھے۔ اور تمام زندگی کتاب وسنت کی ترویج میں بسر کی۔ آپ کی زندگی نہایت سادہ تھی ہزاروں لوگوں نے آپ سے اکتسابِ فیض کیا۔

خلفاء:

آپ کے خلفاء میں حضرت سید محمد اسمٰعیل صاحب کرمانوالے، سید نورالحسن بخاری کیلیانوالے، صاحبزادہ محمد عمر بیربل شریف، میاں رحمت علی گھنگ شریف والے بہت مشہور ہوئے آپ نے اپنی پوری زندگی اسلام کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ ۵۷

عادات:

آپ کے مزاج میں خاکساری، فروتنی اور انکساری بے حد تھی۔ بہت ہی معمولی سے معمولی کام کرنے سے بھی عار نہ تھا۔ ۵۸

عقائد:

عقائد میں بھی آپ نہایت پابند سنت اور حنفی المذہب تھے۔ کیونکہ آپ کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے تھا آپ کے عقائد حقہ کی ترجمانی اس سے بھی ہو جاتی ہے کہ آپ اسلام کی کتابیں پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ ۵۹

فیضِ عام:

میاں صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفانِ الٰہی اور دردِ دل سے کما حقہ بہرہ ور تھے۔ سخاوت میں آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حاتم زمانہ تھے۔ ہمدردی اور بھلائی کا جذبہ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ کسی کو تکلیف میں دیکھ کر آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تڑپ اُٹھتے اور جب تک اس کا ازالہ نہ ہو جاتا آپ کو چین نہ آتا۔ دکھی انسانیت بلکہ جاندار اور ذی روح کی امداد کے لیے آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہر وقت کمربستہ رہتے اکثر بیواؤں، لاوارثوں اور اپاہجوں کو آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں سے امداد ملتی تھی۔ ۶۰

اشاعت کتب:

بعض قلمی دینی کتب کی بھی آپ نے اشاعت کی اور اس طرح خلقت کو فیض پہنچایا۔ مثلاً

۱۔ مراۃ المحققین فارسی اس کا آپ نے اردو میں ترجمہ کروا کر شائع کیا۔

۲۔ منہاج السلوک فارسی اس کا ترجمہ مولوی غلام قادر نے کیا۔

۳۔ حکایات الصالحین ۸۸۲ صفحات کی ضخیم کتاب ہے۔آپ نے اس کی اشاعت کی۔

وصال:

آپ کا وصال ۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ بمطابق ۲۰ اگست ۱۹۲۸ء بعمر ۶۵ سال شرقپور شریف میں ہوا۔ آپ کی وصیت کے مطابق ڈاہرانوالہ قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ وہیں آپ کا مزار زیارت گاہ خاص و عام ہے۔[۶۱]

حوالہ جات

۱: قلمی یادداشت مولانا عبدالتواب ص ۱۱ مولانا محمد عمر اچھروی کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے کسی نے ۱۹۰۱ء بتائی ہے اور کسی نے ۱۹۰۲ء بتائی ہے۔لیکن صحیح تاریخ پیدائش ۱۹۰۱ء ہے۔

۲۔ بھٹی، محمد اسحٰق، قصوری خاندان، فیصل آباد، مکتبہ تعلیمات اسلامیہ، ۱۹۹۴ء

۳۔ قلمی یادداشت، مولانا عبدالتواب، ص:۱۲

۴۔ فاروقی، علامہ پیرزادہ اقبال احمد، تذکرہ علمائے اہلسنت، لاہور، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، ۱۹۷۵ء، ص ۳۸۶

۵۔ قلمی یادداشت، مولانا عبدالتواب، ص ۱۳

۶۔ قلمی یادداشت، مولانا عبدالتواب، ص:۱۴

۷۔ مسعودی، صوفی محمد عبدالستار طاہر، لاہور کے اولیائے نقشبندیہ مجددیہ، لاہور: اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، مئی ۲۰۱۱ء، ص:۱۴۹

۸۔ رضوی، ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری، حیات اعلیٰ حضرت، لاہور: مکتبہ صوفیہ گنج بخش روڈ، ۲۰۰۳ء

۹۔ مجددی، محمد یوسف، جواہر نقشبندیہ، فیصل آباد، مکتبہ انوارِ مجددیہ، نومبر ۱۹۹۰ء، ص:

۶۵۷

۱۰۔ اچھروی، مولانا محمد عمر، مقیاس مناظرہ، لاہور: مکتبہ سلطانیہ۔ص (د)

۱۱۔ مقیاس مناظرہ: ص(ر)

۱۲۔ جواہر نقشبندیہ، ص:۶۵۷

۱۳: قلمی یادداشت، مولانا عبدالتواب، ص:۲۴۔۲۵

۱۴۔ قلمی یادداشت، مولانا عبدالتواب، ص: ۲۶

۱۵۔ مقیاس مناظرہ، ص: (د)

۱۶۔ قلمی یادداشت، مولانا عبدالتواب صدیقی، ص: ۱۶

۱۷۔ احمد، شہزاد، تذکرہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، لاہور: ادارہ اشاعت العلوم، افغان سٹریٹ وسن پورہ، ص:۱۷

۱۸۔ قلمی یادداشت، مولانا عبدالتواب

۱۹۔ مقیاس مناظرہ، ص (ش)

۲۰۔ مقیاس مناظرہ، ص (ض)

۲۱۔ ایضاً، ص (ص)

۲۲۔ ایضاً

۲۳۔ مقاس مناظرہ، ص (ز)

۲۴۔ ایضاً، ص (ش)

۲۵۔ قلمی یادداشت، مولانا عبدالتواب، ص:۶۳

۲۶۔ ایضاً، ص:۶۵

۲۷۔ قلمی یادداشت، مولانا عبدالتواب، ص:۶۶

۲۸۔ قادری، علامہ محمد عبدالحکیم شریف، تذکرہ اکابر اہلسنت، لاہور، مکتبہ قادریہ، ص: ۴۹۹

۲۹۔ قلمی یادداشت، مولانا عبدالتواب، ص:۶۷

۳۰۔ رونامہ کوہستان لاہور، بدھ ۲۲ دسمبر ۱۹۷۱ء جلد ۱۶، شمارہ، ۱۹۲۰

۳۱۔ بدھ ۲۲ دسمبر ۱۹۷۱ء۔امروز

۳۲۔ اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ، مجالس علماء لاہور، مکتبہ نبویہ بخش روڈ ۲۰۰۶، ص: ۳۱۳

۳۳۔ فیروز الدین، فیرَوز اللغات (اُردو)، لاہور: فیروز پور سنز پبلشرز، ج: دوم، ص: ۸۵۷

۳۴۔ مولوی نور الحسن، نور اللغات، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ج: چہارم، ص: ۷۴۹

۳۵۔ دہلوی، سید احمد، فرہنگ آصفیہ، لاہور: مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ اُردو بازار، ۱۹۰۱ء، ج: چہارم، ص: ۴۱۳

۳۶۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری، رافع اللغات، لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب، ۲۰۰۵ء، ص: ۲۰۰۸ء

۳۷۔ عارف، فضل الٰہی، فرہنگ کارواں، لاہور: مکتبہ کارواں کچہری روڈ، انار کلی، ص: ۷۳۳

۳۸۔ لاہور کے اولیائے نقشبندیہ مجددیہ ص ۱۴۹

۳۹۔ لاہور کے اولیائے نقشبندیہ مجددیہ، ص ۱۵، ۱۵۰

۴۰۔ تذکرہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۱۵

۴۱۔ مقیاس مناظرہ، ص: (ژ)

۴۲۔ مقیاس مناظرہ، ص: (ژ)

۴۳۔ ایضاً، ص: (ز)

۴۴۔ ایضاً، ص: (س)

۴۵۔ مقیاس مناظرہ، ص: (س)

۴۶۔ صدیقی، محمد عبدالوہاب، ہفت روزہ المقیاس، لاہور: المقیاس پبلشرز، ج: ۲۱ل، شمارہ: ۱، ۳۱ مئی ۱۹۶۳ء، ص: ۱۳

۴۷۔ ایضاً

۴۸۔ صدیقی، محمد عبدالوہاب، ہفت روزہ المقیاس، لاہور: المقیاس پبلشرز، ج: ۲۱ل، شمارہ: ۱، ۳۱ مئی ۱۹۶۳ء، ۵ جولائی ۱۹۶۳ء، ص: ۱۲

۴۹۔ ایضاً، ۷ جون ۱۹۶۳ء، ص: ۳

۵۰۔ صدیقی، محمد عبدالوہاب، ہفت روزہ المقیاس، لاہور: المقیاس پبلشرز، ج: ۲۱ل، شمارہ: ۱، ۳۱ مئی ۱۹۶۳ء، ۵ جولائی ۱۹۶۳ء، ص: ۵۲

۵۱۔ ایضاً، ص: ۴۸

۵۲۔ یادداشت، مولانا عبدالتواب، ص: ۴۹

۵۳۔ ایضاً، ص: ۵۰

۵۴۔ تذکرہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۲۰

۵۵۔ مقیاس مناظرہ، ص: (غ)

۵۶۔ مقیاس مناظرہ، ص: (غ)

۵۷۔ توکلی، علامہ محمد نور بخش، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، لاہور، نوری بک ڈپو حضرت داتا صاحب، ۱۹۳۸ء، ص: ۵۶۵

۵۸۔ احمد، حکیم سید امین الدین، صوفیائے نقشبندیہ، لاہور، مقبول اکیڈمی ادبی مارکیٹ، چوک انارکلی، ۱۹۷۳ء۔ ص: ۳۶۵

۵۹۔ صوفیائے نقشبند، ص: ۳۸۰

۶۰۔ شرقپوری، اعلیحضرت میاں شیر محمد، حدیث دیراں، شیخو پورہ، مونگا برادراں شرقپور شریف، ۱۹۹۳ء، ص: ۳۰۸

۶۱۔ شرقپوری، محمد انور قمر، مطالعہ نقوش شرقپور، لاہور، سورج پرنٹنگ پریس، ۲۰۰۲ء، ص: ۸۶۶

باب دوم

مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

بطور مناظرِ اسلام

فصل اول:

زمانہ طالب علمی کے مناظرے

مناظرہ:

علم مناظرہ کی تربیت آپ نے دوران تعلیم دلی میں حاصل کی پہلے اساتذہ سے تربیت حاصل کی پھر ہم عصر طلباء سے مناظرے کیئے۔ دہلی کے مدارس عربیہ کے منتظمین اپنے پاس پڑھنے والے طلباء کو پہلے خود مناظرہ کی تربیت دیتے اور اس کے بعد ایک مدرسہ کے طلباء دوسرے مدرسے کے طلباء کے ساتھ مناظرہ کرتے۔[۱]

محمد عمر ان دونوں غیر مقلدین کے دارالعلوم جامعہ رحمانیہ میں پڑھتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں اگرچہ میرے اسباق دیگر مدارس میں بھی تھے مگر رہائش اسی مدرسہ میں تھی اس لیے مجھے اسی مدرسہ کا طالب علم شمار کیا جاتا جب بھی کسی دوسرے مدرسہ کے ساتھ دارالعلوم جامعیہ رحمانیہ والوں کا مناظرے میں مقابلہ ہوتا تو وہ اپنے مدرسے کی طرف سے مجھے پیش کرتے کیونکہ میری پوزیشن الحمدللہ فنون و حدیث کے علاوہ فن مناظرہ میں بھی سب طلباء سے بہتر تھی۔ امتحان بھی ہوتا تو میں الحمدللہ جامعہ میں اول آتا۔ اور پھر جب دونوں طلباء آمنے سامنے ہوتے تو جس کو زیادہ قابل تصور کرتے اس کو فریق مخالف موضوع دیتے اور یوں مجھے الحمدللہ وہابیوں کے مدرسہ میں رہ کر بھی اہلسنت کی طرف سے ہی مناظرہ کرنے کا موقع ملتا میری یہ قلبی خوشی تھی اسی خوشی میں میں خوب تیاری کرتا اور بڑے جوش و خروش سے مناظرہ کرتا اور مخالف طالب علم کو شکست دینے کی وجہ

سے تمام مدارس میں شہرت حاصل ہوتی ۔ اور سب علماء غیر مقلدین میرا مناظرہ سن کر بہت خوش ہوتے اور فن مناظرہ میں میری مہارت پر مجھے بڑی داد ملتی ۔[۲]

غیر مقلدین کا فخر کرنا:

مناظر اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے فضل و کرم سے میں طلباء کے مقابلوں میں ہر مناظرہ میں فتح حاصل کرتا دارالعلوم رحمانیہ کیلیئے کئی بار انعامات حاصل کیے تو علماء غیر مقلدین مجھ پر بڑا ناز کرنے لگے۔ عام طور پر خوش ہوتے ہوئے کہتے کہ جب محمد عمر فارغ التحصیل ہو کر میدان میں آئے گا تب بد عقیدوں کو بھاگنے کی راہ نہیں ملے گی۔ یہ ہمارا مناظر بد عقیدوں کو بر سر میدان شکست فاش دیا کرے گا۔

مگر فقیر چونکہ حقیقی طور پر خوش عقیدہ اور اولیاء کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا وہ خاندان جس نے ہندوستان میں سلفی مکتبہ فکر کو شکست دی ہو بھلا اسی خاندان کا چشم و چراغ غیر مقلد مکتبہ فکر سے تعلق کیسے رکھ سکتا تھا۔

ان کو اس بات کی خبر تب ہوئی جب فقیر فارغ ہو کر میدان میں آیا اور سب سے پہلے اہل حدیث کے بہت بڑے عالم اور بے باک مناظر عبداللہ روپڑی کو امرتسر میں شکست دی۔[۳]

کراچی میں مناظرہ

شہر:

کراچی

مقام:

چاکیداڑہ عیدگاہ اہلحدیثاں

تاریخ:

۸ دسمبر 1957

موضوع مناظرہ:

صداقت وہابیت

صدر مناظرہ:

مولوی اسمٰعیل روپڑی

معاون مناظرہ:

مولوی عبداللہ روپڑی

مناظرین:

مولوی عبدالقادر

مقابل:

فقیر محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولوی ظفر علی

منتظمین مناظرہ:

عبدالحق صدر، محمد عثمان ناظم اعلیٰ، نذر محمد نائب، محمد عمر خازن مناظرہ ۔[۴]

مختصر روداد مناظرہ کراچی:

فقیر محمد عمر اچھروی لاہور کو کراچی کے احناف نے مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سننے کے لیے کراچی میں مدعو فرمایا چنانچہ فقیر محمد عمر کا قیام چھ ماہ جامع مسجد آرام باغ کراچی میں حاجی منظور احمد صاحب کے پاس رہا لاہور واپسی کے لیے فقیر اچھروی نے ریل گاڑی کی سیٹیں ریزرو کرالیں کراچی نے اکابرین وہابیہ

غیر مقلدین کی طرف سے ایک آدمی صالح محمد حسن اہلحدیث محمد عمر کے ساتھ حافظ عبدالقادر روپڑی کے مناظرے کا چیلنج لے کر پہنچا۔ مناظر اعظم نے اس کے زیادہ اصرار کے بعد کہا کہ اچھا جانبین کی ذمہ داری لکھ دو میں تیار ہوں۔ تو صالح محمد حسن اہلحدیث نے جماعت اہلحدیث کراچی کی طرف سے جانبین کے امن کی ذمہ داری مسجد عیدگاہ اہلحدیث کا مقام مقرر کرلیا۔ ۵

مناظر اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بمع اپنے چند رفقاء اہلسنت والجماعت کے عیدگاہ چاکیواڑہ میں جا پہنچے۔ حافظ عبدالقادر وہابی نے صداقت وہابیت پر تقریر شروع فرمائی۔

حافظ عبدالقادر:

ہم اور ہماری جماعت ہر شرک سے مبرا ہے سوائے توحید خداوندی کے ہم خدا عزوجل کا کسی کو شریک نہیں سمجھے نمازیں اسی کے لیے پڑھتے ہیں روزہ اسی کے لیے رکھتے ہیں حج اس کے لیے کرتے ہیں زکوۃ اسی کے لیے دیتے ہیں کلمہ اسی کا پڑھتے ہیں ہماری زندگی کا ہر عمل صرف خدا ہی کے لیے ہے تمہارا ہر کام شرک سے خالی نہیں۔ انہی باتوں میں وقت ٹال دیا۔ ۶

محمد عمر:

تمہارا دعوی کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں صرف رب کریم پر ایمان لانا کافی نہیں بلکہ تمہارے مذہب وہابیہ میں ایمان میں اعمال بھی داخل ہیں اگر اعمال توحید وقرآن و رسول کے خلاف ہیں تو وہابی ایماندار کہلانے کا حقدار نہیں تم اپنے عقائد کو پس پشت ڈال کر میرے سامنے بولتے ہو یا آج لکھ دو کہ ہمارے وہابی مذہب میں اعمال ایمان میں داخل نہیں تمہارا یہ محض اقرار جھوٹ ثابت ہوا تم نے

کہا کہ ہم کلمہ اللہ کا ہی پڑھتے ہیں۔

۱) یہ توحید ابلیسی ہے وہ بھی صرف لا الہ الا اللہ کا قائل تھا اور آدم کے رسول ہونے کا اور ان کی تعظیم کا انکار کیا مردود ہو گیا جنت سے نکالا گیا انسان صرف لا الہ الا اللہ کہنے سے مومن نہیں جب تک محمد رسول اللہ نہ کہے۔ ۷

نتیجہ:

اسی طرح مناظر اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حافظ عبدالقادر کے درمیان مختلف موضوعات پر بحث ہوئی جس کے نتیجے میں حافظ عبدالقادر غصے میں آگئے اور انہوں نے مکرانیوں کو پتھراؤ کا حکم جاری کر دیا دس منٹ تک پتھراؤ جاری رہا بعد ازاں سی آئی ڈی نے اس فساد کی اطلاع پولیس کو دے دی پولیس کے آتے ہی وہابی تتر بتر ہو گئے پولیس نے مقدمہ کوتوالی میں پیش کر دیا حافظ عبدالقادر و حافظ اسمٰعیل نے فقیر محمد عمر اچھروی کی بہت منت سماجت کی تو فقیر نے عدالت میں ان کو معافی دے دی مقدمہ خارج ہو گیا ورحق کا بول بالا ہوا۔ ۸

فصل دوم:

لاہور میں مناظرے

اچھرہ میں مولوی مہر دین کو چیلنج مناظرہ

شہر:

لاہور کے مقام اچھرہ میں مناظرہ۔

مقام وموضوع مناظرہ:

ایک دن دوران جمعہ مولوی مہر دین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کچھ ایسے الفاظ کہے جو عقیدت کی رو سے ایک امتی کو زیب نہیں دیتے کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ کہے کہ مناظر اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نمازِ جمعہ مولوی صاحب سے اس بارے میں گفتگو کی جو مولوی صاحب کو اچھی نہ لگی۔ بجائے اس کے کہ معاملہ خوش اسلوبی سے طے کرتے اور مسئلہ کی افہام تفہیم سے وہیں ختم کر دیتے انہوں نے اپنی اصلاح ایک ایسے شخص سے کروانا جو ان کے نزدیک صرف حکیم ہے اپنی توہین تصور کی۔ آپ نے اعلان فرما دیا کہ مولانا اس مسئلے پر صراط مستقیم سے ہٹ کر گفتگو کر رہے ہیں۔ یہ قرآن و حدیث کے مطابق نہیں۔ مولوی صاحب اگر چاہیں تو مجھ سے اس موضوع پر مناظرہ کر لیں۔ چنانچہ تاریخ مقرر ہوگئی اور مقام مناظرہ کا بھی تعین ہوگیا۔[9]

مقررہ تاریخ پر گاؤں کے سب لوگ طے شدہ مقام پر پہنچ گئے لاہور کے گردونواح سے بھی لوگ کثیر تعداد میں جمع ہو گئے۔[10]

مناظرین:

مولوی مہر دین اور ان کے شاگرد حضرت مولانا حافظ عطا محمد بندیالوی، حضرت مولانا غلام رسول اور مولانا محمد یوسف تھے۔

مقابل:

مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

نتیجہ:

مولانا محمد عمر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب میدان مناظرہ پہنچ کر للکار شروع کیا تو مولوی مہر دین نے خود آنے کی بجائے اپنے شاگردوں کو بھیجا سب سے پہلے حضرت مولانا حافظ عطا محمد صاحب کو بھیجا۔ مگر ان سے ابتدائی گفتگو سے ہی معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ حافظ صاحب اور حضرت مولانا کا عقیدہ تو اس مسئلہ میں یکساں ہے۔ مناظر اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا میرے ہم عقیدہ ہیں ان سے مناظرہ کیسے ہوسکتا ہے۔ مولوی مہر دین کو لاؤ جس نے خطبہ جمعہ میں غلط بیانی سے کام لیا ہے تاکہ اصلاح ہو سکے یہ صورت حال دیکھ کر مولوی مہر نے اپنے دو شاگردوں کو بھیجا جو کہ اس وقت جامعہ فتحیہ میں طالب علم تھے ان کو سامنے کیا۔ مناظر اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصول مناظرہ پیش کیا کہ مناظرہ میں طرفین کا مساوی العلم ہونا ضروری ہے اور فرمایا کہ فارغ التحصیل عالم دین کا ایک ایسے عالم سے جو ابھی سند فراغت حاصل نہیں کر سکا مناظر نہیں ہوسکتا لہٰذا مولوی مہر دین ہی مناظرے کے لیے سامنے آئے کئی گھنٹے انتظار کیا مگر مولوی مہر نہ آئے۔ چنانچہ معززین اچھرہ نے آگے بڑھ کر مناظر اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی کہ حضرت ہم حقیقت جان گئے آپ اسی مسئلے میں حق پر ہے اللہ نے آپ کو حق کا پہلو

عطا فرمایا ہے اور مولوی مہر اسی مسئلے میں صحیح نہیں ہے۔ ہم آپ کے لیے دعا گو ہیں کہ جس طرح آج آپ نے امت مسلمہ کو غلط سمت جانے سے بچایا ہے اللہ آپ کو دنیا و آخرت کی ہر آفت سے بچائے اور یوں مولانا محمد عمر ہزاروں کے ہجوم میں فاتحانہ انداز سے گھر واپس تشریف لائے۔[11]

مناظرہ کھنڈا موڑ، ضلع شیخوپورہ

ضلع:

شیخوپورہ

موضوع مناظرہ:

حقیقت وہابیہ غیر مقلدین

مناظر:

عبدالقادر صاحب روپڑی

مقابل:

مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

صدر مناظرہ:

مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

مناظرہ:

حقیقت وہابیہ کا ایک منظر

عبدالقادر:

ہمارا آج کا موضوع مناظرہ ''حقیقت وہابیہ اہلحدیث ہے ہم فرقہ

اہلحدیث خدا پر ایمان رکھتے ہیں یہ میرے ہاتھ میں قرآن ہے آمنا باللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ایمان رکھتے ہیں قرآن پر ہمارا ایمان ہے ہم قرآن پڑھتے ہیں حج کرتے ہیں روزہ رکھتے ہیں یہ ہمارا حقیقی ایمان ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اگر بدعتی انکار کرے تو ہمارے ایمان میں فرق نہیں آ سکتا ہم غیر اللہ سے مدد نہیں مانگتے غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے تم ایسے بدعتی ہو جو نبیوں، ولیوں سے امداد مانگتے ہو آج میں تمہاری حقیقت کھول کر بیان کروں گا آج تم میرے قابو میں آگئے ہو۔[12]

محمد عمر:

آیت کریمہ سے اس کا جواب دیتے ہیں۔

اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ ط وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ O اِتَّخَذُوْآ اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ط اِنَّهُمْ سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ O

(۱،۲:۶۳)

''جب آتے ہیں تمہارے پاس (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منافق تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ ضرور اللہ کے رسول ہیں، ہاں اللہ جانتا ہے کہ بلا شبہ تم اللہ کے رسول ہو اور اللہ تو گواہی دیتا ہے کہ یقیناً یہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں بنا رکھا ہے انہوں نے ایسی قسموں کو ڈھال اور

اس طرح روکتے ہیں یہ اللہ کی راہ سے ۔ یقیناً بہت ہی بری ہیں وہ حرکتیں جو یہ کر رہے ہیں۔'' ۱۳؎

محمد عمر اس آیت سے استدلال کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ تو ثابت ہوا کہ جب تک محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملاً غلامی نہ کرے غلام اللہ نہیں کہلا سکتا تو جو شخص غلام رسول ہے وہ غلام اللہ ہے جو غلام رسول نہیں وہ غلام اللہ بھی نہیں اور تم میں سے کوئی عملاً غلام اللہ ہے ہی نہیں کیونکہ غلام رسول کوئی عملاً غلام اللہ عملاً تم سے کوئی نہیں۔ ۱۴؎

باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ ہم غیر اللہ سے یعنی نبیوں ولیوں سے امداد مانگتے ہو یہ صراحۃً شرک ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَ اِذَاقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُ وْسَهُمْ وَ رَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ○

(۵:۶۳)

''اور جب کہا جاتا ہے ان سے کہ آؤ مغفرت کی دعا کریں تمہارے لیے اللہ کے رسول تو گھماتے ہیں اپنے سروں کو (مذاق اڑانے کے لیے) اور دیکھو گے تم انہیں کہ وہ رک جاتے ہیں آنے سے بڑے گھمنڈ کے ساتھ۔'' ۱۵؎

نتیجہ:

یہ سب دلائل سننے کے بعد مولوی عبداللہ اور حافظ عبدالقادر سب نماز کے بہانے میدانِ مناظرہ سے آہستہ آہستہ نکل گئے اور مناظرہ علامہ اچھروی کی فتح پر ختم ہوا۔ ۱۶؎

مناظرہ روکھانوالہ ضلع لاہور:

ضلع:

لاہور

موضوع مناظرہ:

مولوی عبدالرشید مذہب اہلحدیث کا مناظرہ موجودہ مذہب اہلحدیث کا مسلمان ہونا ثابت کرے گا اور حنفی مناظر مولوی محمد عمر ان کے ایسے عقائد بیان کریں گے جن کی وجہ سے موجودہ اہل حدیث کو خارج از ایمان و اسلام کہا جاتا ہے۔ ۱۷؎

تاریخ:

۱۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء

صدر مناظرہ:

سر بشیر احمد صاحب

مناظرین:

مولوی عبدالرشید

مقابل:

مولانا محمد عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پس منظر مناظرہ:

۱۹۳۴ء میں مولوی عبدالرشید صاحب غیر مقلد وہابی موضع میر محمد ضلع لاہور نے فقیر محمد عمر کے ساتھ مذہبی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی بات اکابرین تک پہنچی

چنانچہ روکھانوالہ کے رؤسا سے غلام نبی خان صاحب رئیس اعظم روکھانوالہ نے طرفین کے علماء مولوی عبدالرشید غیر مقلد وہابی موضع میر محمد والہ و مولوی سلیمان صاحب غیر مقلد وہابی ستوکی والا و دیگر علمائے وہابین کو اور احناف کی طرف سے محمد عمر کو بلایا کوان سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں چند دن سے علماء کا جھگڑا سن رہا ہوں کہ تم ایک دوسرے پر شرک وکفر کے فتوے جڑ رہے ہو اس تصفیہ کے واسطے میں نے فریقین کو دعوت دی ہے تا کہ فریقین کے دلائل سن کر حق و باطل معلوم ہو جائے۔ ۱۸

مناظرہ:

مولوی عبدالرشید نے مناظرہ شروع کیا اور کہا کہ ہمارا تمام رسولوں پر ایمان ہے قرآن مجید پر اور ملائکہ پر ایمان ہے اللہ تعالیٰ نے یہی ایمان کی صفتیں بیان فرمائی ہیں ہم کسی میں کمی نہیں کرتے کسی رسول کا درجہ کم نہیں سمجھتے ہم ایماندار مسلمان ہیں اور مسلمانو! تم گواہ رہو ہم کسی کے درجے کو گھٹاتے نہیں یہی ہمارا عقیدہ ہے یہی اسلام ہے اس عقیدے والا اسلام سے خارج نہیں ہوسکتا۔

محمد عمر: از بعد حمد وصلوٰۃ اللہ تعالیٰ نے ایسے مدعیوں کا قرآن کریم میں یوں نقشہ کھینچا ہے۔

وَ مِنَ النَّا سِ مَن يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِا للّٰهِ وَ بِالْيَوْ مِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْ مِنِيْنَ

''اور بعض لوگوں سے ایسا شخص ہے کہتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن کے ساتھ ایمان لائے حالانکہ وہ بے ایمان ہیں۔''

محمد عمر کہتے ہیں کہ تمہارے زبانی اقرار کو خداوند تسلیم نہیں کرتے میں کیسے

تسلیم کروں باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ ہم انبیاء سے کسی کی شان میں کمی نہیں کرتے اس کا نمونہ فقیر محمد عمر وہابی کے عقائد کی کتاب سے پیش کرتے ہے۔ ۱۹

تقویۃ الایمان:

مصنفہ مولوی اسمٰعیل دھلوی:

''اور یہ یقین سے جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق ، چھوٹا ہو یا بڑا نبی ہو یا ولی مخلوق میں سب شامل ہیں وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔''

محمد عمر کہتے ہیں کہ یہ میرے پاس تقویۃ الایمان اور غیر مقلدوں کے مسلمہ بزرگ کی کتاب ہے کیا جو شخص یہ الفاظ انبیاء اللہ یا اولیاء اللہ کی شان میں کہے یا اس کو صحیح تسلیم کر دے وہ لَا نُفَرِّقُ کا دعوی کرسکتا ہے بلکہ گستاخ رسالت جھوٹ بولتا ہے اسلام سے خارج ہے۔ ۲۰

نتیجہ:

مناظرہ جو کہ مابین مولوی محمد عمر حنفی اور مولوی عبدالرشید اہلحدیث ہوا جو بمشاہد ثابت ہوا کہ عبدالرشید مولوی محمد عمر حنفی کے دلائل کا جواب تسلی بخش نہیں دے سکے اور مناظرہ بامن چھ بجے شام علامہ اچھروی کی فتح پر ختم کر دیا گیا۔ ۲۱

مناظرہ کلیس تحصیل قصور ضلع لاہور

ضلع:

لاہور

موضوع مناظرہ:

تعدادِ تراویح، احناف اور غیر مقلدین کا نقطہ نظر

مناظر:

عبدالقادر روپڑی

مقابل:

محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

پس منظر مناظرہ:

محمد دین دودھی موضع گھنگ ضلع لاہور کی شادی موضع کلس جو اس وقت ہندوستان میں شامل تھا تحصیل قصور ضلع لاہور میں ہوگئی جب وہ اپنے سسرال موضع کلس گیا تو وہ موضع غیر مقلدین وہابیوں کا گڑھ تھا۔ انہوں نے محمد دین کو آٹھ تراویح پڑھنے پر مجبور کیا اور کہا کہ بیس تراویح کا کہیں ثبوت ہی نہیں تم آٹھ تراویح پڑھو محمد دین نے کہا تمہارے مذہب میں آٹھ ہوں گی ہمارے احناف کے نزدیک تو بیس رکعت ہی تراویح پڑھی جاتی ہیں انہوں نے کہا اچھا اگر تم صحاح ستہ سے بیس تراویح ثابت کر دو تو ہم بھی بیس رکعتیں ہی پڑھا کریں گے۔ محمد دین نے کہا کہ اگر میں بیس تراویح نہ دیکھا سکا تو میں جھوٹا پھر آٹھ رکعت تراویح ہی ادا کروں گا۔ چنانچہ محمد دین نے اپنے گاؤں میں آ کر میاں رحمت علی کو بتایا۔ میاں رحمت علی نے اپنے خلیفے بہادر علی کو کہا کہ تم جا کر مولوی محمد عمر کو کہہ آؤ کہ کلس میں بیس تراویح کے متعلق فلاں تاریخ مناظرہ ہے تم فیروز پور روڈ پر قصور سے پہلے جو بھلو گاؤں ہے وہاں اتر جانا وہاں سے تمہیں لے جایا جائے گا۔ [۲۲]

مناظرہ:

محمد عمر مقررہ تاریخ پر پہنچ گئے۔ میدان مناظرہ قائم کر دیا کہ آؤ مناظرہ شروع کرو محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مناظرے میں آ پہنچے تو مولوی عبدالعزیز نے کہا کہ ابھی کتابیں نہیں آئیں۔ بغیر کتب کے مناظرے کے لیے للکار رہے ہیں فقیر محمد عمر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کوئی بات نہیں ہے۔ عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سٹیج پر پہنچ گئے۔ مولانا اچھروی نے کہا کہ شرائط مناظر طے کر لو حافظ عبدالقادر نے کہا کہ شرائط کی کوئی ضرورت نہیں تراویح کا جھگڑا ہے تم بیس تراویح صحاح ستہ سے دکھا دو ہم جھوٹے محمد عمر نے کہا کہ حافظ صاحب اگر اتنی ہی بات ہے تو آٹھ بیس سے مقدم ہیں تم صحاح ستہ سے آٹھ تروایح دکھاؤ۔ حافظ صاحب اب تلاش کرنے لگے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا لیکن صحاح ستہ سے آٹھ تراویح نہیں دیکھا سکے حافظ صاحب نے کہا اچھا تم صحاح ستہ سے رات کی بیس رکعات ہی دکھا دو۔ اگر تم نے صحاح ستہ سے بیس رکعات دیکھا دی تو ہم جھوٹے مولانا اچھروی نے کہا ٹھیک ہے۔ [۲۳]

اگلی صبح اچھروی صاحب نے بیس رکعات تراویح کا ثبوت یوں پیش کیا:

ابوالخصیب سے روایت ہے کہ سوید بن غفلہ رمضان میں ہماری امامت فرماتے پانچ تراویح یعنی بیس رکعتیں نماز پڑھاتے اور شیتر بن شکل سے ہم نے روایت کی ہے اور وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب سے تھے رمضان شریف میں بیس رکعتوں سے امامت کرانے اور تین وتر پڑھاتے اور یہ حدیث قوی:

انباء ابو ذکر یابن ابی اسحق انبا ابو عبداللہ محمد بن

یعقوب ثنا محمد بن عبدالوهاب انبأ جعفر بن عون انبا ابوالخصیب قَالَ کَانَ یُؤُمَّنَا سُدَیْدُبْنُ غَفْلَةَ فِیُ رَمْضَانَ فَیُصَلِّیُ خَمُسَ تَیُ وَجِیُحَاتِ عِشْرِیُنَ رَکْعَةً وَرُوَیُنَا عَنْشیتربن فَسکِل وَکَانَ مِنُ اَصُحَابِ علی رَضِیَ اللّٰه عَنُهُ اَنَّهُ کَانَ یُؤُمُّهُمْ فِیُ شَهُرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیُنَ رَکُعَةً وَیُوُتِرُ بِثَلَاثٍ وَفِیُ ذَالِکَ قُوَّةٌ (بیهقی شریف ٢/٤٩٦)

نتیجہ:

اس طرح بفضل تعالیٰ احناف کو شاندار فتح ہوئی اہل حدیث کو شکست ہوئی۔

مناظرہ جامن: تحصیل و ضلع لاہور

ضلع:

لاہور

تاریخ:

١٣ ستمبر ١٩٦٤ء

دن:

بروز اتوار صبح

مناظرین:

مولوی عبدالقادر روپڑی

مقابل:

محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

موضوع مناظرہ: حنفی اور وہابی کی حقانیت اور صداقت

ناجی بہادر علی کا رہنے والے اور مولوی لال دین محمد عمر کے گھر پہنچے اور کہا کہ موضع جامن میں وہابیوں کا جلسہ ہو رہا ہے ان کے جلسے میں عبدالقادر روپڑی للکار رہا ہے کہ اور بدعتیو! لاؤ جس بدعتی کو میرے سامنے لانا ہے جس موضوع پر چاہو مناظرہ کرا لو میں نے تمہارے مولویوں کو مناظروں میں شکست دی ہوئی ہے۔ میرے سامنے کوئی حنفی مولوی نہیں آ سکتا تو موضع جامن کے چودھری قائم دین نمبردار اور چودھری خوشی محمد سرپنچ نے ہمیں آپ کی طرف بھیجا ہے کہ سلفی کے جواب کے لیے آپ کو فوراً بلا لیا جائے ایسا نہ ہو کہ ان روپڑی عقائد میں کوئی ہمارا حنفی پھنس جائے محمد عمر بمع کتب خانہ موضع جامن پہنچا اور ساتھ ہی لاہور شیخوپورہ کے کئی سنی علماء وہاں مناظرہ سننے کے لیے پہنچ گئے اور مسلمانوں کا اجتماع بے شمار ہو گیا۔[۲۴]

حافظ عبدالقادر نے چیلنج کیا تو فقیر محمد عمر نے کہا کہ ہمیں حافظ عبدالقادر کا چیلنج منظور ہے شرائط مناظرہ طے کر کے آج حنفی اور وہابی کی حقانیت اور صداقت واضح کر دو۔ تاکہ ہر روز کی کشمکش ختم ہو جائے۔ حافظ عبدالقادر بغلیں جھانکنے لگے۔

تو سامعین وہابیہ سے جو متمول طبقہ تھا وہ فوراً قریبی پولیس سٹیشن پر یا پولیس المدد الاپنے لگ گئے پولیس کے انکار کرنے پر ہر صاحب کو ایک صد روپے نذرانہ پیش کر کے موضع جامن میں لے آئے فقیر اچھروی حافظ عبدالقادر کی حقیقت سے واقف تھے کہ دنیاوی کمائی کی خاطر اپنی جماعت کو خوش کرنے کے لیے ایسے ہی چیلنج دے دیا کرتے ہیں اور وقت پر دم دبا کر بھاگ جاتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا فقیر محمد عمر نے کئی اور علماء کو بھی ان کے جلسے میں بھیجا لیکن جب وہابیہ کے جلسے کے قریب پہنچا تو جماعت وہابیہ بمع ایک تھانیدار صاحب وہابیہ کے جلسے کی طرف

آتے ہوئے سامنے سے آئے کہ مولوی صاحب بھاگ گیا ہے۔ اب چیلنج دینے والا ہی نہیں رہا تو مناظرہ کیسا۔ فقیر نے زور دیا تو اپنی غلطی تسلیم کرلو یا پھر مناظرہ کرو۔ تھانیدار کو چونکہ لقمہ تر پہنچ چکا تھا لہٰذا انہوں نے کہا کہ میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں کہ آپ ان کو معاف کر دیں۔ مناظر اعظم نے کہا کہ حق تو یہ تھا کہ چیلنج دینے والے کو فوراً گرفتار کرتے جو کہ مسلمانوں میں انتشار پھیلانا چاہتے تھے آپ نے مجرموں کو صاف چھوڑ دیا۔ ہم اہلسنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی نہیں سن سکتے۔ تھانیدار صاحب اور وہابیت کے اکابرین نے معافی مانگی کہ ہم سے غلطی آئندہ نہیں ہوگی۔ ہم عبدالقادر کو آئندہ کبھی مدعو نہیں کریں گے۔ محمد عمر نے معافی دی اور اسی وقت مسلمانوں کو شانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنا کر محظوظ کیا اور تلقین کی کہ تم ایسے مفسدین کے چکمے میں کبھی نہ آنا اور نہ ہی ایسے کاذبین کا کلام سننا امن سے رہو۔ اور خداوند کریم کی عبادت پر زور دو۔ درود کثرت سے پڑھا کرو اور کفار کے مقابلے کے لیے ہر وقت تیار رہو۔ انشاء اللہ۔ فتح ہماری ہے بعد از دعا فقیر محمد عمر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ واپس چلے گئے۔ [۲۵]

فصل سوم:

لاہور سے باہر کے مناظرے

موضوع:

مناظرہ گنڈی

ضلع:

تھرپارکر سندھ

تاریخ:

۷ نومبر ۱۹۴۵

موضوع مناظرہ:

مروجہ مذہب اہلحدیث حق پر ہے؟ مدعی اہلحدیث

صدر مناظرہ:

فقیر محمد عمر

مناظرین:

مولوی عبدالعزیز ملتانی اور محمد یوسف

مقابل:

مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ [۲۶]

مروجہ مذہب اہلحدیث حق پر ہے؟

فقیر نے وہابیوں کی اصلیت بیان کی تو سوائے چند وہابیوں کے سب علی الاعلان توبہ کر گئے وہابی مناظر ہمارے حنفیوں کی ہر بات کو میدان مناظرہ میں تسلیم

کرتا تھا اور محمد عمران سے تحریر بھی کرالیتا حتیٰ کہ گیارھویں کا مقرر دن میں غوث پاک کی روح کو ثواب پہنچانا جائز ہے لکھ دیا روضہ اطہر پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیت کر کے گھر سے سفر کرنا جائز ہے لکھ دیا یہ وہابیوں کی کھلی شکست تھی۔ ۲۷

توبہ کا سبب یہ ہوا کہ فقیر نے کفریات وہابیہ قرآن و حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ان کی کتابوں سے واضح کر دیئے تو درمیان میں مسئلہ تقلید کا چھڑ گیا کہ وہابی غیر مقلدین جبکہ محدثین سب مقلد تھے اسی پر وہابی مناظر بہت چڑا فقیر نے عرض کیا کہ میں حوالہ پیش کرتا ہوں مولوی عبدالعزیز صاحب نے کسی کو منصف مقرر کر لیا مولوی عبدالعزیز نے کہا کہ حوالہ دکھاؤ فقیر نے قسطلانی شرح بخاری پیش کر دی۔ کہ دیکھو ابن حجر شارح بخاری میں لکھا ہے کہ محمد بن اسماعیل بخاری امام شافعی کا مقلد تھا حوالہ پیش کیا تو مولوی عبدالعزیز بہت شرمندہ ہوا اور آخیر مولوی عبدالعزیز نے لکھ دیا کہ میں غلطی پر ہوں۔ مولوی صاحب کا یہ کہنا تھا کہ سب کے سب مقلد ہو گئے کوئی غیر مقلد نہ رہا سوائے چند وہابیوں کے سب توبہ کر گئے اور گڑی سندھ کا میدان مناظرہ نعرہ رسالت کی گونج فضائے لامکانی تک پہنچ گئی۔ ۲۸

مناظرہ ہوشیار پور

شہر:

ہوشیار پور

مقام:

ہوشیار پور چوک کمیٹی

تاریخ:

۲۸ کتوبر ۱۹۴۵ء، ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء

موضوعات مناظرہ:

۱۔ موضوع اوّل بشریت ونور پر مدعی بشریت اہلحدیث اور مدعی نور احناف

۲۔ دوسرا موضوع محمد عمر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر کی نیت کر کے جانا ثابت کرے گا مدعی احناف ہوں گے۔

صدر مناظرہ:

مولوی عبدالمجید سوہدروی

مناظرین:

مولوی احمد دین گکھڑوی

مقابل:

مولانا محمد عمر اچھروی ۲۹

نتیجہ:

قبل از مناظرہ وہابیوں کی طرف سے مولوی غلام رسول اور اس کی لڑکی احناف کو بُرے بُرے الفاظ استعمال کرتے لیکن اہلیان ہوشیار پور خاموش تھے دونوں مناظروں میں وہابیوں کو ایسی تاریخی شکست ہوئی کہ سوائے مولوی غلام رسول کے وہابیوں کی سٹیج کے گرد ایک وہابی نظر نہیں آتا تھا سب وہابیوں نے توبہ کا اعلان کیا اور احناف کی مجلس میں آ کر احناف کی مجلس کو بارونق بنایا۔ ۳۰

اور اس مناظرے کے بعد پورا شہر وہابیت سے بالکل صاف ہو گیا۔

سوائے مولوی غلام رسول اور اس کی بیٹی کے باقی پورا شہر سنیوں کا بن گیا اور سنیت کا بول بالا اور نعرہ رسالت بلند ہوا اور میلاد شریف کی محفلیں ہوئیں۔ ۳۱

مناظرہ گوجرانوالہ

شہر:

گوجرانوالہ

مقام:

محلّہ بخشے والا بیرون دروازہ

تاریخ:

بروز سوموار ۲۱ مئی ۱۹۴۵

موضوعات مناظرہ:

۱۔ موضوع مناظرہ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۔ موضوع حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے خود مختار کل مخلوق بنایا ہے۔

صدر مناظرہ:

عبدالمجید سوہدروی

مناظرین:

مولوی نور حسین گھرجاکی

مقابل:

فقیر محمد عمر اچھرویؒ اور مولوی عبدالغفور صاحب ہزاروی

نتیجہ:

شہر گوجرانوالہ میں وہابیوں پر دلائل کا ایسا اثر ہوا کہ کئی وہابی تائب ہو گئے اگر دوسرا مناظرہ ہو جاتا تو پورا شہر دین حنیف کی طرف پلٹ آتا۔ گوجرانوالہ میں اس وقت کئی بڑی مساجد احناف کے مراکز بن چکی ہیں دوسرے دن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختار کل ہونے پر مناظرہ ہونا تھا لیکن مولوی اسمٰعیل صدر جماعت وہابیوں بمع جماعت پولیس کے پاس پہنچے کہ جیسے ہو سکے مناظرہ بند کردو ورنہ گوجرانوالہ میں ایک وہابی نہیں رہ جائے گا چنانچہ تھانیدار نے منت سماجت کو تسلیم کیا اور فقیر کو بلا کر مولوی اسمٰعیل صاحب کے روبرو کہا کہ یہ وہابی مناظرہ نہیں چاہتے اس لیے تم مناظرہ نہیں کر سکتے یہ وہابیوں کی شکست وہابیوں کے دارالخلافہ گوجرانوالہ میں تھی۔ ۳۲

مناظرہ حیدر آباد سندھ

شہر:

حیدر آباد

مقام:

صدر جمعیۃ العلماء پاکستان، پیر غلام مجدد حیدر آباد کی کوٹھی

تاریخ:

۱۸ ستمبر ۱۹۵۷ء

مناظرین:

پیر بدیع الدین

مقابل:

مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مناظرہ:

جب پیر بدیع الدین فقیر محمد عمر سے مناظرہ کرنے کے لیے آیا تو محمد عمرؒ نے کہا کہ پیر صاحب مناظرہ کونسا صیغہ ہے۔ تو پیر صاحب لبوں پر زبان پھیرنے لگے۔ کچھ دیر بعد کہا کہ صیغے میں نے نہیں پڑھے فقیر محمد عمر نے ان کی پارٹی کو کہا کہ میرے رو برو ایسے شخص کو لے آئے جو عربی کے صیغے سے بھی واقف نہیں پیر صاحب نے کہا میں بشریت پر مناظرہ کروں گا فقیر نے کہا تم عربی کے ایک لفظ کو نہیں پہچانتے تو قرآن و حدیث کو کیسے سمجھو گے پیر صاحب نے کہا کہ میں ضرور کروں گا۔ محمد عمر نے کہا کہ اچھا پہلے توحید و شرک کے موضوع پر بحث کرو پھر نبوت پر کر لینا پیر صاحب نے بڑے اصرار کے بعد بھی توحید کے مضمون کو چھوڑ گئے اور باہر نکل گئے اہل سنت و جماعت کو عظیم الشان فتح ہوئی۔ ۳۳

حوالہ جات

۱۔ مخطوطہ عبدالتواب، ص:۲۸
۲۔ ایضاً
۳۔ قلمی یادداشت، عبدالتواب، ص:۲۹
۴۔ مقیاس مناظرہ ص:۶
۵۔ مقیاس مناظرہ ص:۷
۶۔ مقیاس مناظرہ ص:۹۷
۷۔ مقیاس مناظرہ ص:۹۶
۸۔ ایضاً، ص:۹۷

۹۔ قلمی یادداشت، عبدالتواب، ص:۵۳
۱۰۔ ایضاً، ص:۵۴
۱۱۔ قلمی یادداشت، عبدالتواب، ص:۵۶
۱۲۔ مقیاس مناظرہ، ص:۸۰
۱۳۔ احمد، سید شبیر، قرآن حکیم اردو ترجمہ، لاہور، قرآن آسان تحریک ص:۹۷۵
۱۴۔ مقیاس مناظرہ، ص:۸۲
۱۵۔ قرآن حکیم کا اردو ترجمہ، ص:۹۷۶
۱۶۔ مقیاس مناظرہ، ص:۲۳۰
۱۷۔ مقیاس مناظرہ، ص:۲۳۱
۱۸۔ مقیاس مناظرہ، ص:۲۳۰
۱۹۔ ایضاً، ص:۲۳۲
۲۰۔ مقیاس مناظرہ ص:۲۳۴
۲۱۔ ایضاً، ص:۲۴۰
۲۲۔ مقیاس مناظرہ، ص:۲۴۱
۲۳۔ ایضاً، ص:۳۲۲
۲۴۔ مقیاس مناظرہ ص:۲۴۳
۲۵۔ ایضاً ص:۲۴۴
۲۶۔ مقیاس مناظرہ، ص:۹۸
۲۷۔ مقیاس مناظرہ، ص:۱۹۳
۲۸۔ ایضاً، ص:۱۷۷
۲۹۔ مقیاس مناظرہ، ص:۱۷۹
۳۰۔ ایضاً
۳۱۔ ایضاً، ص:۱۸۰
۳۲۔ مقیاس مناظرہ، ص:۱۸۰
۳۳۔ مقیاس مناظرہ ص:۲۲۶

باب سوم

مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

بطور مصنف

فصل اول:

مولانا بحیثیت صحافی

ہفت روزہ المقیاس کا اجراء:

دل کو عشق کے دریا میں ڈالا
توکلت صلے اللہ تعالیٰ

ہفت روزہ المقیاس کا اجراء ۳۱ مئی ۱۹۶۳ء کو ہوا۔ مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آغاز رسالے میں رسالے کا مقصد بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس رسالے کا مقصد مادی منفعت حاصل کرنا نہیں ہے۔ اور موجودہ حالات کے پیش نظر ایسا ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ خواندہ حضرات کی تعداد ۱۵ فی صد سے زیادہ نہیں ہے اور المقیاس ایک دینی پرچہ ہے۔ ایک عملی اخبار ہے اور یہ کہ مذہبی رسائل و مخالف سے دلچسپی رکھنے والوں کی تعداد اور بھی کم ہے اس رسالے کو لکھنے کا مقصد صرف تغافل کا شکار لوگوں کو جگانا ہے اور اس کے شکار لوگ اہل سنت ہیں۔ اس کو لکھتے ہوئے ندامت اور قلبی اذیت محسوس ہوتی ہے۔ تاہم دل میں ایک اضطراب موجزن ہے۔ دماغ میں ایک دیوانگی ہے سینے میں ایک درد ہے جس نے کاغذی صورت اختیار کر لی ہے اور وہ المقیاس کی صورت میں وجود پذیر ہو گیا ہے۔

پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق گر مصلحت اندیش ہے، ہے خام ابھی

مولانا محمد عمر کہتے ہے کہ دل میں یہ تڑپ ہے کہ المقیاس کا دائرہ اشاعت وسیع ہو جائے اور جن کے لیے اس کو لکھا گیا ہے وہ اسے اپنا خادم ترجمان تصور فرمائیں۔

مولانا کہتے ہیں کہ یہ زمانہ پروپیگنڈے کا ہے۔ اشتراکیت عقلاً و نقلاً ناقص تحریک ہے۔ جھوٹے پروپیگنڈے نے کروڑوں لوگوں کے دل مسخر کر دیئے ہیں۔ پاکستان میں اشتراکیت کا چرچہ پرویزیت کے روپ میں جلوہ نما ہے۔ فرق صرف اتنا ہے روس اپنی تحریک کا سب سے بڑا دشمن قرآن مجید کو تصور کرتا ہے اور یہاں یہ دعویٰ ہے کہ اشتراکیت کا سب سے بڑا داعی قرآن ہے۔

پاکستان میں قریباً ہر مذہبی، سیاسی خیال کی جماعتیں موجود ہیں ہر جماعت کے کئی رسالے، جریدے، روزنامے شائع ہو رہے ہیں لیکن اس میں کتنے ہیں جو سوادِ اعظم کہلاتی ہے اور جسے غیر معمولی اکثریت حاصل ہے۔ مولانا کہتے ہیں کہ میری گزارش صرف یہ ہے کہ:

بتا دے زلف کے آشفتہ مری جان کتنے ہیں
بیابانوں میں کتنے ہیں بلا گردان کتنے ہیں

المقیاس۔ اکثریت کی زبان ہے۔ ان کے حقوق کا ترجمان ہے وہ اس مقصد سے سرشار ہو کر میدان صحافت میں گامزن ہوا ہے۔ اس کا وردِ زبان یہ ہے
ماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت و علیہ انیب

المقیاس۔ بانگ درا ہے ایک درویش کی صدا ہے۔ ایک مبلغ کی پکار ہے جس کا سوز یہ امید لئے ہوئے ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس کی آواز سر سوئے ہوئے لوگوں کو جگا دے اور ان کو اپنے آپ کو بدلنے پر مجبور کر دے۔ معاصرین کے تجربہ کا مشورہ یہ ہے۔

؎ تجھے ان سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

مگر فقیر محمد عمر کی گزارش ہے کہ:

؎ کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی[2]

اخلاق کی تدریس بدل گئی ہیں۔ تہذیب و تمدن کے تیور میں تغیر رونما ہے۔ پاکستان کا قیام اس لئے عمل میں لایا گیا تھا کہ مسلمان حیات اسلامی کو اپنائے۔ اسی کے حصول کے لئے اہل سنت سے جو کچھ ہو سکا۔ انہوں نے اس کی بقا اس کی استقلال، اس کے استحکام کے لیے کیا ہمارے لیے یہ بات محبوب تر ہے کہ پاکستان کے حاصل کرنے میں اسلام کا نام لیا گیا ہے۔

اب ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم اسلام کی تعلیمات کو اپنائے اور اپنے قول و عمل سے نمایاں کریں کہ اسلامی زندگی کیا ہے؟ اس کے خدوخال کیا ہیں؟ المقیاس اس ضمن میں اپنا فرض پورے ذوق وشوق سے ادا کرے گا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداداد علم کی بنا پر آج سے چودہ سو سال پہلے جو نقشہ کھینچا تھا وہ کتنا درست ہے کہ ایک دور آئے گا کہ اسلام برائے نام رہ جائے گا۔ ہر جگہ فحاشی، عریانی، بے حجابی، بے ادبی، گستاخی عام ہو جائے گی۔ اور بزرگوں کا احترام کم ہو جائے گا۔ شریعت کے نقوش مٹ جائیں گے اور آج ایسا ہو رہا ہے المقیاس ان خرابیوں کے خلاف قلمی جہاد کرے گا۔[3]

المقیاس کی برکت وکرامت:

سید مبارک علی نقوی خطیب جامع مسجد لکڑ منڈی تاندلیانوالہ ضلع لائلپور المقیاس کی برکت و کرامت کا ذکر کرتے ہوئے ایک سچے واقعہ کا ذکر کرتے ہے اور لکھتے ہیں کہ اس سچے واقعے کو المقیاس میں ضرور شائع فرمائیں۔ واقعہ کچھ یوں

لکھتے ہیں کہ:

''محترم المقام مولانا عبدالوہاب صاحب صدیقی السلام علیکم!
مندرجہ ذیل ایک سچا واقعہ ہے براہ کرم اسے ''المقیاس'' میں ضرور برضرور شائع فرمائیں۔ تفصیل یہ' ایک خریدار جن کا نام حسب ارشاد صیغہ راز میں رکھتا ہوں۔ آپ مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۶۳ء بعد از خطبہ/جمعہ ''المقیاس'' خرید کر لے گئے۔ رات سونے سے پہلے المقیاس کا مطالعہ فرمانے لگے۔ جب سوال و جواب کے کالم پر پہنچے جہاں ایک حدیث سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم یقول من رانی فی المنام یرانی فی الیقظتہ ولایتمثل الشیطان بھی پڑھا۔ جس پر اچانک ان کا خیال حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیدار شریف کی جانب ہوا اور دُعا نکلی کہ الٰہی اس ناچیز کو اس حدیث کے صدقے زیارت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نصیب فرما چنانچہ رات دو بجے خواب میں دیکھتے ہیں کہ وہ جامع مسجد لکڑ منڈی ناندلیانوالہ کے اندر پہلی صف میں منبر کے نزدیک بیٹھے ہیں اور پاس ہی ایک دوست جن کا اسم ڈاکٹر محمد اشرف ہے ان دونوں صاحبان کا کسی شعر پر مباحثہ ہو رہا ہے کہ اچانک نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور آپ کے ساتھ دو بزرگ اور بھی ہیں، چنانچہ آپ مسجد کے جنوبی دروازے سے تشریف لا کر

محراب کی بائیں جانب تشریف فرما ہو جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہاں سے اٹھ کر مسجد کی مشرقی دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اشرف صاحب شعر نقل کرنے کے لئے کاغذ طلب کرتے ہیں جس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو کاغذ مرحمت فرمایا۔ دوسرے خوش قسمت دوست جب نظر اٹھاتے ہیں تو نور ہی نور دیکھتے ہیں، اور ان کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلتے ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ پر کرم فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے لئے دُعا فرماتے ہیں۔ یہ عالم طاری تھا کہ دو بجے کی گاڑی کے شور سے ان کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ بعدہٗ انہوں نے اٹھ کر دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی، تہجد پڑھی اور صبح تک درود پاک کا ذکر کرتے رہے نماز کے بعد بندہ کے پاس تشریف لائے کہ خواب کا ذکر کروں۔ مگر میں نہ مل سکا۔ چنانچہ دن کو میرے پاس آئے اور وہ متبرک جگہ دکھائی جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے اور خواب سنایا۔ فقیر نے ان کی آنکھوں کو بوسہ دیا اور اس جگہ کو چوما، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے اور اپنے لئے دُعا بھی کرائی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نصیب فرمائے۔

المقیاس کی علمی خدمات:

ہفت روزہ المقیاس کو اپنے دور میں بہت شہرت نصیب ہوئی اور اس رسالے میں بہت سے لوگوں سے مختلف مضامین لکھے یہ رسالہ تقریباً دو سال تک مسلسل شائع ہوتا رہا۔ لیکن پھر کچھ وجوہات کی بنا پر اس رسالے کو بند کر دیا گیا۔ میں نے اس رسالے کو تلاش کرنے کی بہت کوشش کی لیکن میں صرف اس کے اکتیس شماروں کو حاصل کر سکی۔ ان اکتیس شماروں کی روشنی میں جن جن لوگوں نے جو علمی خدمات سرانجام دیں اور جو جو مضامین لکھیں وہ درج ذیل ہیں۔

☆ شمارہ نمبر۱

۳۱ مئی ۱۹۶۳ء

فہرست:

دربار خداوندی	مولانا محمد عمر صاحب
المقیاس کا اجراء	مدیر (مولانا عبدالوہاب)
دربار رسالت	مولانا محمد عمر صاحب
المقیاس (میری نظر میں)	قربان نظامی
پاکستان اور عالم اسلام	مدیر
آمد یوم عاشورا	مولانا محمد عمر صاحب
نذرانہ عقیدت	قربان نظامی
جمعیت المسلمین کا قیام	مدیر
شان حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مولانا ہمدم
تصرفات اولیاء اللہ	مدیر

☆ شمارہ نمبر۲

۷ جون ۱۹۶۳ء

فہرست:

شراب اور پاکستان	مدیر
توحید خداوندی	رئیس المناظرین
رہبران ملت سے سوالات	ناظم جمعیت المسلمین
قرآن و اصلاح معاشرہ	مفتی اعجاز ولی صاحب
شہادت	رئیس المناظرین
فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ	مدیر
سلام	مولانا ہمدم
اُم الکتاب	مولانا عبدالصمد صارم
تصرفات اولیاء کرام	مدیر

☆ شمارہ نمبر۳

۱۴ جون ۱۹۶۳ء

فہرست:

دربارِ خداوندی	رئیس المناظرین
پاکستان کی بقا و استحکام	مدیر
قدیم لاہور کے مبلغین	علامہ فاروقی صاحب
کچھ اہل اسلام کے نام	مولانا اللہ دتہ صاحب
اسلام اور مشرقی پاکستان	مولانا مسلم صاحب

اہل سنت و جماعت اور تنظیم	ادارہ
حضرت جرجیس علیہ السلام	مدیر
شہادت	رئیس المناظرین
امریکہ کے حبشی	مولانا مسلم صاحب
تصرفات اولیاء	مدیر

☆ شمارہ نمبر۴

۲۱ جون ۱۹۶۳ء

فہرست:

طاقت خداوندی	مدیر
سانحہ کربلا	رئیس المناظرین
سیر کائنات	مولانا عبدالصمد صارم
قدیم لاہور کے مبلغین	علامہ اقبال احمد فاروقی
نظم	عبدالکریم ثمر
تاریخ اسلام کی چند جھلکیاں	عبدالمجید وارثی
اسلام اور عیسائیت	مولانا اللہ دتہ
حضرت جرئیس علیہ السلام	مدیر

☆ شمارہ نمبر۵

۲۸ جون ۱۹۶۳ء

فہرست:

دربار خداوندی	رئیس المناظرین

معصومیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حیات الانبیاء

پیام عرش

آزاد پاکستان

نور اسلام

قرآن اور بائیبل

تصرفات اولیاء کرام

☆ شمارہ نمبر۶

۵ جولائی ۱۹۶۳ء

فہرست:

دربار خداوندی

عصمت انبیاء

مقام صدیق

اسلام غیر مسلموں کی نظر میں

تصرفات اولیاء کرام

جمعیۃ المسلمین کے عہدیداران کا انتخاب

☆ شمارہ نمبر۷:

۱۲ جولائی ۱۹۶۳ء

فہرست:

روٹی

زمانے کا خطاب (نعت)

اسلام غیروں کی نظر میں (نعت)

رئیس المناظرین قبلہ کی تقریر آئینہ بائیبل

ذکر بالجہر (درود شریف)

تصرفات اولیاء کرام

☆ شمارہ نمبر ۸

۱۹ جولائی ۱۹۶۳ء

فہرست:

اسلام اور پاکستان (اداریہ)

شکوہ اقبال

طیبہ کی یاد

حیاتِ طیبہ

ابطال الوہیت المسیح

حیات الانبیاء

نشانِ شہید

نیک کاموں میں تاجروں کا حصہ

بعد از نماز درود شریف

تصرفات اولیائے کرام

تعلیم نسواں

☆ شمارہ نمبر ۹

۲۶ جولائی ۱۹۶۳ء

فہرست:

لاہور میں طوفان (اداریہ)

دربارِ خداوندی

دربارِ رسالت

اعلیٰ حضرت شرقپوری

بعثتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نظم)

سیاست حاضرہ

اعلیٰ حضرت بریلوی (نظم)

توراۃ موسیٰ علیہ السلام

تصرفات اولیاء

☆ شمارہ نمبر ۱۰

۲ اگست ۱۹۶۳ء

فہرست:

رئیس المناظرین

مولانا مفتی اعجاز ولی صاحب

طالب رحمانی صاحب (بی۔اے)

مولانا ابوالعطاء

دربار خداوندی

مصلح اعظم

انقلاب عظیم

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا کلام

خورشید رسالت کا طلوع

مولانا محمد بخش مسلم (بی۔اے)

فقیر قادری محمد اعجاز رضوی

☆ شمارہ نمبر ۱۱

۹ اگست ۱۹۶۳ء

فہرست:

تاریخ اسلام (اداریہ)

دربار خداوندی

مقام حرم (نعت)

عید میلاد کی تحقیق

تبلیغی سرگرمیاں

☆ شمارہ نمبر ۱۲

۱۶ اگست ۱۹۶۳ء

فہرست:

حیات الانبیاء (اداریہ)

دربار خداوندی

شان صحابہ

جلوے

قرآن

عرش کی حقیقت

نعت خمسہ

تبلیغی سرگرمیاں

تصرفات اولیاء

☆ شمارہ نمبر ۱۳

۲۳ اگست ۱۹۶۳ء

فہرست:

دربار خداوندی

دربار رسالت

نعت

جنگ یرموک

معاشرہ

تصرفات اولیاء

حیات الانبیاء

فرض شناسی

قرآن

☆ شمارہ نمبر ۱۴

۳۰ اگست ۱۹۶۳ء

فہرست:

اداریہ

دربار خداوندی

نسب نامہ

کلام

غوث اعظم

شہنشاہ بغداد — از قاری محمد عطاء اللہ صاحب

شذرات

تبلیغی سرگرمیاں — مولانا اللہ بخش فقری

قرآن — طالب رحمانی

☆ شمارہ نمبر ۱۵

۶ ستمبر ۱۹۶۳ء

فہرست:

اداریہ

غیب دانی

دربار خداوندی

استمداد

درد منثور

ازالہ تشویش

کرامات غوث اعظم — ابوالعطاء

لوگوں کے اقسام — علامہ عبدالرحمان ابن خلدون

تغافل — عبدالرشید طاہر

☆ شمارہ نمبر ۱۶

۱۳ ستمبر ۱۹۶۳ء

فہرست:

دربار خداوندی

کرامات غوث اعظم — ابوالعطاء

قرآن — طالب رحمانی

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حوصلہ اور تدبر — آغا انجم کاشمیری

غیب دانی میں لوگوں کی اقسام — علامہ عبدالرحمان
ابن خلدون

فنون لطیفہ اور اسلام — محمد کلیم سہیل

☆ شمارہ نمبر ۱۷

۲۰ ستمبر ۱۹۶۳ء

فہرست:

دربار خداوندی

دربار رسالت

استمداد — ابوالعطاء

قرآن کا چوتھا مقصد — امن عالم

مولوی بے ایمان ہوتے ہیں — عبدالصمد صارم الازہری

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ — ابوالعطاء

فنون لطیفہ اور اسلام — محمد کلیم سہیل

☆ شمارہ نمبر ۱۸

۲۷ ستمبر ۱۹۶۳ء

فہرست:

☆ شمارہ نمبر ۱۹

۴ اکتوبر ۱۹۶۳ء

فہرست:

☆ شمارہ نمبر ۲۰

۱۱ اکتوبر ۱۹۶۳ء

فہرست:

☆ شمارہ نمبر ۲۱

۱۸ اکتوبر ۱۹۶۳ء

فہرست:

☆ شمارہ نمبر ۲۲

۲۵ اکتوبر ۱۹۶۳ء

فہرست:

پاکستانی خدشات کی تصدیق

☆ شمارہ نمبر ۲۳

یکم نومبر ۱۹۶۳ء

فہرست:

دربار خداوندی

انتشار پسند عناصر

ادبیات — طالب رحمانی

دید و شنید — طالب رحمانی

کوچہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گدائی — علامہ اقبال احمد فاروقی

☆ شمارہ نمبر ۲۴

۸ نومبر ۱۹۶۳ء

فہرست:

دربار خداوندی

مسئلہ ختم نبوت — مولانا اللہ دتہ

آپ کے سوال

ہم کدھر جا رہے ہیں — طالب رحمانی

مسلم حکمرانوں کا سلوک، غیر مسلم اقوام کے ساتھ — مولوی ضیاء الدین

عورت کو کیسا رہنا چاہیئے — شوکت اللہ انصاری

بچوں کا صفحہ

☆ شمارہ نمبر ۲۵

۱۵ نومبر ۱۹۶۳ء

فہرست:

دربارِ خداوندی

استعانت و استمداد — ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی

مسلم حکمرانوں کا سلوک، غیر مسلم اقوام کے ساتھ — مولوی ضیاء الدین

یارِ غار — شیخ احمد علی شرقپوری

انمول موتی — مولانا شیخ احمد شرقپوری

☆ شمارہ نمبر ۲۶

۲۲ نومبر ۱۹۶۳ء

فہرست:

دربار خداوندی

انمول موتی — شیخ احمد علی شرقپوری

یارِ غار — شیخ احمد علی شرقپوری

افضل الانبیاء — عبدالوہاب صدیقی

سوال و جواب

☆ شمارہ نمبر ۲۷

۲۹ نومبر ۱۹۶۳ء

فہرست:

دربار خداوندی

بعد الوصال حیات جسمانی — علامہ مفتی سیف الرحمان ہزاروی

سوال و جواب	
افضل الانبیاء	امین عمر عبدالوہاب
توبہ	شیخ احمد علی شرقپوری
مزارات پر عورتوں کا ہجوم	ابوضیاء اصغر علی رضوی
بچوں کا صفحہ	

☆ شمارہ نمبر ۲۸

۶ دسمبر ۱۹۶۳ء

فہرست:

دربارِ خداوندی	
سوال و جواب	
خصوصیات قرآن	علامہ عبدالصمد صارم
دید و شنید	طالب رحمانی
بچوں کا صفحہ	

☆ شمارہ نمبر ۲۹

۱۳ دسمبر (۱۹۶۳ء)

فہرست:

دربارِ خداوندی	
دربارِ رسالت	
واقعہ معراج	طالب رحمانی
معراج مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	علامہ مفتی سیف الرحمان ہزاروی

معراجِ جسمانی	شیخ احمد علی شرقپوری
مقاماتِ معراج	مولانا علامہ عبدالصمد صارم الازہری

☆ شمارہ نمبر ۳۰

۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء

فہرست:

دربارِ خداوندی	
معراجِ جسمانی	شیخ احمد علی صاحب شرقپوری
معراج النبی	مولانا خدا بخش نعیمی
واقعہ معراج	طالب رحمانی
ابتدائے معراج کے تاریخی شواہد وحقائق	نصر نوشاہی
بشریٰ اوصاف	مولانا اللہ بخش صاحب چشتی
کتاب الاولیاء کے دلچسپ واقعات	علامہ مفتی سیف الرحمان ہزاروی

☆ شمارہ نمبر ۳۱

۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء

فہرست:

دربارِ خداوندی	
نبی اللہ کی قوت سماعت	شیخ احمد علی شرقپوری
واقعہ معراج پر مخالفین کے شبہات	طالب رحمانی
سوال و جواب	
بشریٰ اوصاف	مولانا اللہ بخش صاحب
قوانین کا صفحہ	طالب رحمانی

دربارِ خداوندی مولانا محمد عمر کی ایک تاریخی تحریر:

مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالے میں ایک مضمون دربار خداوندی کے نام سے تحریر کیا ہے۔ جس میں انہوں نے توحید باری تعالیٰ کے بارے میں بیان کیا ہے۔ اس کے بعد قرآن کی روشنی میں باری تعالیٰ کی تسبیح کو بیان کیا ہے اور ساتھ ہی اللہ کی وحدانیت پر دلائل دیے ہیں۔

دوسرے شمارہ میں مضمون توحید خداوندی کا آغاز آیت قرآن پاک سے کیا ہے اس کے بعد یہ لکھا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور ہر ایک کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

تیسرے شمارے میں اللہ ہی ساری مخلوقات کا خالق و مالک ہے کہ حوالے سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے وہی ذات عبادت کے لائق ہے سب کو رزق اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔

چوتھے شمارہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے وہ جس کے لیے چاہے آسانی پیدا کر دے اور جس کے لیے چاہے مشکلات پیدا کر دے۔ اگر تکلیف پہنچتی ہے تو وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے۔ اگر بندہ تکلیف میں صبر وتحمل سے کام لے تو تکلیف کے دور ہونے کے بعد اسے اس تکلیف پر صبر کرنے پر بہت اجر وثواب ملتا ہے۔

پانچویں شمارے میں لکھا ہے کہ جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پوشیدہ چیزوں کا علم رکھ سکتا۔ انسان کی عقل ناقص ہے لیکن اللہ جس قدر چاہے جتنا علم چاہے اپنے بندے کو دے سکتا ہے۔

اسی طرح باقی شماروں میں بھی خداوند باری تعالیٰ کے بارے میں لکھا ہے کہ اللہ ذات واحد ہے اور اس میں کوئی شک نہیں اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراتا ہے اسی کے لیے دردناک عذاب کی قبر ہے۔ ان کے بعد انعامات خداوندی کا بھی ذکر بھی کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے بے شمار انعامات کیے ہیں جس کا ہم جتنا شکر کرے اتنا کم ہے۔

اور ساتھ یہ بھی چیلنج کر دیا ہے کہ ہے کوئی جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ چیزوں میں سے کوئی چیز اس جیسی تخلیق کر سکے اللہ تعالیٰ نے رزق دینے کا وعدہ سب سے کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ مومن و کافر سب کو رزق دیتا ہے۔

غرض یہ کہ مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ہر شمارہ کے آغاز میں آیت قرآنی سے استدلال کرنے کے بعد خداوند باری تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی عنایتوں اور رحمتوں کا ذکر کیا ہیں۔

فصل دوم:

مولانا محمد عمر اچھروی کے بارے میں علمی شخصیات کی آراء

مولانا عبدالتواب صدیقی: (مولانا اچھروی کے صاحبزادے و شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ، لاہور)

مولانا عبدالتواب اپنے والد ماجد کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھروی نے مختلف اساتذہ سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کی حتیٰ کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ دہلی تشریف لے گئے اور دہلی کے جامعہ رحیمیہ میں پڑھتے رہے اور پھر صف اول کا جامعہ جس کو مدرسہ فتحہ پوری کے نام سے جانا جاتا تھا پڑھتے رہے اور ان مدارس کی اسناد حاصل کیں۔

ایام طالب علمی میں آپ کے اساتذہ آپ کو مناظرے کی پریکٹس کرواتے آپ تیاری کرتے اور کسی بھی ذہین طالب علم کے ساتھ مناظرے کا موضوع، مقام اور وقت مقرر فرماتے اور ان کے اساتذہ بیٹھ کر اس مناظرے کو سنتے جہاں ضرورت محسوس ہوتی اصلاح بھی فرماتے۔ ۱۹۱۸ء میں اسنادِ فراغت حاصل کرنے کے بعد سب سے پہلا مناظرہ آپ نے امرتسر میں کیا۔ مدقابل مولوی عبداللہ روپڑی تھے جو اس وقت عبداللہ امرتسری کے نام سے معروف تھے یہ مولوی عبداللہ روپڑی کے چچا تھے۔ اس مناظرے کا موضوع رفع یدین تھا۔

مناظر اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے احادیث صحیحہ مرفوعہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رفع یدین ترک کرنا ثابت کیا اور مدمقابل کے دلائل کا رد کیا اور بتایا کہ رفع یدین کے بارے میں جتنی بھی احادیث مروی ہیں وہ ابتدائیہ عمل تھا بعد

میں آپ نے سوائے تکبیر تحریمہ کے اور کسی تکبیر کے ساتھ رفع یدین نہیں کیا اور اس پر متعدد کتابوں سے دلائل پیش کیے۔

مناظر اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ خصوصیت تھی کہ کبھی بھی مناظرے میں خیانت نہیں کرتے تھے میرے ساتھ (عبدالتواب) مناظرہ کرتے ہوئے شیعوں کے بہت بڑے مناظر مولوی اسماعیل گوجروی نے برملا اقرار کیا کہ میں نے مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ بہت مناظرے کیے آپ نے کبھی بھی کسی مناظرے میں خیانت نہیں کی آپ ہر مذہب کے خلاف مکمل معلومات رکھتے تھے اور ہر باطل مذہب کے ساتھ آپ نے مناظرے کیے اور ان کو شکست دی۔

مناظر اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ قسم کے مدرس بھی تھے۔ موضع ستو کی شیخوپورہ اور اچھرہ میں ۲۳ سال تدریس فرماتے رہے۔

آپ کو صرف ونحو، منطق، فلسفہ، معانی، بلاغت، تفسیر، حدیث و قرآن جیسے مضامین پر مکمل عبور حاصل تھا۔

ادب عربی میں آپ خاص مہارت رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جس قسم کا بھی مناظر مدقابل ہوتا آپ اس کو آسانی سے شکست دے دیتے تھے۔

علاوہ ازیں مناظر اعظم ایک بہت بڑی روحانی شخصیت تھے اپنے دور میں آپ جیسا زاہد اور عابد ملنا مشکل ہے۔

میں نے ۲۳ سال تک اپنے والد گرامی کی صحبت میں وقت گزارا۔ اس دور میں میں نے آپ کو کبھی فارغ بیٹھے، خوش طبعی کرتے نہیں دیکھا۔

مطالعہ تحریر کتب اور عبادت یہ آپ کی ۲۴ گھنٹے کی مصروفیات ہوتی تھی اور

آخر وقت تک آپ کی یہی مصروفیت رہی۔[۶]

علامہ پیر زادہ اقبال احمد فاروقی: (سابقہ ڈائریکٹر لیبر ڈیپارٹمنٹ، ایڈیٹر جہان رضا لاہور)

علامہ پیر زادہ اقبال احمد فاروقی صاحب مولانا محمد عمر اچھروی کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ بہت زاہد، مفتی، پرہیز گار انسان تھے۔ آپ ایک مایہ ناز عالم دین اور مناظر تھے۔

آپ ۱۹۱۸ء میں فارغ التحصیل ہو کر قصور آئے۔ آپ نے ٹھیٹھ پنجابی زبان میں تقریروں کا آغاز کیا۔ قرآن پاک خاص سادہ انداز میں پڑھتے اور مناظرانہ اندازِ بیان سے دیہاتی عوام کے محبوب واعظ بن گئے۔ وہابی دیوبندی آپ سے ٹکر لیتے مگر منہ کی کھا کر میدانِ مناظرہ سے بھاگ جاتے۔ آپ کی شہرت پورے پنجاب میں تھی۔ آپ کے موضوعات دیوبندی، وہابی، شیعہ اور مرزائی عقائد پر برق بار تنقید تھے۔ اسی فن میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ کتابوں کے حوالے آپ کو ازبر تھے اور نادر کتابوں کا ایک عظیم ذخیرہ آپ کے پاس رہتا۔ آپ نے ۱۵۰ مناظرے جیتے اور عقائد کی فتح کے سکے بٹھا دیئے۔ اچھرہ لاہور دارالمقیاس تعمیر کیا۔ ماہنامہ المقیاس جاری کیا۔ جمعیۃ المسلمین قائم کی۔ المقیاس پریس لگایا۔
حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد میں سولہ سال تک خطابت فرمائی اور اپنے خطاب سے پنجاب، سندھ اور بلوچستان کے سنی عوام کو زندہ کر دیا۔

مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک طوفانی دورہ کر کے ملک کے سارے سنی علماء کو جماعت کا رکن بنانا شروع کیا۔ وہ اس سلسلہ میں بہت کامیاب رہے۔ علماء دارالمقیاس میں جمع ہوتے۔ مسائل ضروریہ پر گفتگو کرتے اور

معاندین کے حملوں کے دفاع کی تدابیر سوچتے تھے۔

عرض یہ ہے کہ آپ نے اپنی مناظرانہ صلاحیتوں کی وجہ سے نہ صرف پنجاب بلکہ پورے برصغیر میں شہرت حاصل کی۔[۷]

علامہ صدیق ہزاروی: (شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ داتا گنج بخش دربار لاہور)

علامہ صدیق ہزاروی مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں بتاتے کہ وہ ایک متقی انسان تھے۔

ظاہری طور پر ان کا لباس سنت کے مطابق ہوتا تھا۔

ان میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ باطل مذاہب کے خلاف حق کی آواز بلند کرتے تھے اور بہت بڑے مناظر تھے اور ایک مناظر میں جو خوبی ہونی چاہیے کہ وہ علمی دلائل بھی رکھتا ہو، حاضر جواب بھی ہو اور مخالف کے سامنے مرعوب نہ ہو یہ ساری خوبیاں ان میں موجود تھی۔ ان کے صاحبزادے عبدالتواب صدیقی میرے ہم جماعت تھے۔ ان سے ان کے گھریلو تربیت کے حوالے سے معلومات ہوتی رہتی تھی وہ یہ بتاتے تھے کہ اگر گھر میں بہنوں کے درمیان کسی گھر کے کام کو لے کر اختلاف ہوتا تو وہ اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے وہ کام خود کرنا شروع کر دیتے تھے اس طرح ان میں اختلاف ختم ہو جاتا۔

ان کی تقریر بہت مؤثر ہوتی تھی ان کی تقریر فکر انگیز ہوتی تھی۔ لوگوں پر ان کا اثر ہوتا تھا، وہ خوش آواز بھی تھے قرآن مجید بہت اچھا پڑھتے تھے خاص طور پر تقریر کے اندر۔

علامہ صدیق ہزاروی بیان کرتے ہیں کہ مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد ایصال ثواب کی محفل ہوئی تو اس میں حضرت صاحبزادہ

فیض الحسن شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تشریف لائے وہ بھی ایک اعلیٰ مقرر تھے۔ جمعیت العلماء پاکستان کے صدر تھے ایوب خان کے بہت قریب تھے انہوں نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم اکٹھے ریل گاڑی میں سفر کر رہے تھے کسی جگہ خطاب کے لیے جا رہے تھے راستے میں جس وقت بھی میری آنکھ کھلتی تو میں یہ دیکھتا کہ اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نفل پڑھ رہے ہیں۔ متعدد بار جب بھی میری آنکھ کھلی تو میں نے ان کو نفل پڑھتے ہوئے پایا۔

علامہ صدیق ہزاروی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سید ابوالبرکات رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا کہ مرزائی کے ساتھ مناظرہ تھا وہ بہت بے ہودہ قسم کا انسان تھا دلائل کا جواب ٹھیک دینے کی بجائے مذاق اڑاتا تھا کسی نے مولانا محمد عمر اچھروی کو بتایا تو انہوں نے خود اس کے ساتھ مناظرہ کیا اور اس کو شکست دی۔

غرض یہ کہ آپ کی پوری زندگی دین کی خدمت میں گزر گئی۔ آپ نے اپنی زندگی کو دین اسلام کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔

مفتی محمد ارشد القادری:

طرزِ عمل:

مفتی محمد ارشد القادری کہتے ہیں کہ مولانا کا طرزِ عمل جارحانہ نہ تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ ہر کسی کو چھیڑ دیتے تھے جب کوئی انہیں تنگ کرتا تو اس کا علاج دلائل سے کر دیتے تھے۔ عموماً لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید وہ صرف ایک فرقہ کے نمائندہ تھے ایسا نہیں تھا وہ اتحاد امت کے داعی تھے چونکہ وہ زبردست نقاد تھے اس لیے وہ ایسے لوگوں کی نشاندہی ضرور کیا کرتے تھے جو فرقہ روایت کا باعث بن رہے تھے۔

کام:

ان کا سارا کام امت میں اتحاد، اتفاق اور وحدت پیدا کرنے کے لیے تھا۔

اگر کہیں دو چار فیصد شدت نظر بھی آتی ہے تو وہ شدت بجانب خیر تھی وہ ویسے چونکہ علمی آدمی تھے تو یہ ان کا حق تھا۔

اندازِ بیان:

وہ نہایت نظم کے ساتھ بات کرتے تھے چونکہ وہ اصل وفرع کے ماہر تھے اس لیے وہ ہمیشہ ادلہ اربعہ شرعیہ کے ماتحت گفتگو کرتے تھے۔

وہ اسی ترتیب کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے تھے۔

قرآن کریم — حدیث — اجماع — قیاس

صاحب بصیرت عالم کی شان ہے کہ وہ دائیں بائیں نہیں جاتا بلکہ اصول کی بات کرتا ہے۔

مفتی محمد ارشد القادری کہتے ہیں کہ میں نے مولانا کو جتنا بھی دیکھا ان کو اپنی بات کرنی آتی تھی۔

۱۔ وہ اپنے موقف کو صداقت و دیانت کے ساتھ دلائل کے جہاں میں اُترتے تھے۔

۲۔ ان کا طرزِ استدلال نہایت علمی مگر عام فہم ہوتا تھا۔

۳۔ وہ علمی میدان میں اپنے مخالف کی بات کو توجہ سے سنتے تھے اور جیسے ہی ان کا مدمقابل ان کے قابو میں آتا تو وہ دلائل سے اس کا رد کرتے تھے۔

۴۔ خود کبھی بھی کسی کے خلاف غلط زبان استعمال نہیں کرتے تھے۔ ہاں اگر

کوئی ایسا کرتا تو اس کا ناطقہ بند کر دیتے تھے۔

۵۔ بات کرنے پر ایسی مہارت حاصل تھی کہ ایک نہ جاننے والا بھی بات سنتا تو وہ یہ کہہ اٹھتا تھا کہ مولانا صحیح کہہ رہے ہیں۔

۶۔ قوت حافظہ انتہائی درجے کی تھی۔ حوالہ دیتے وقت کتاب کا مطبوعہ، اس کا صفحہ نمبر اور سطر تک بتا دیتے تھے۔

۷۔ جہاں اُن کو ادلہ اربعہ پر عبور حاصل تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ تاریخ اسلام پر بھی ان کی گہری نظر ہوتی تھی۔

۸۔ قرآن وحدیث کے دلائل تو پیش نظر ہوتے تھے یہی وہ حالات زمانہ پر بھی گہری نظر رکھتے تھے۔

۹۔ ان کو دال و مدلول اور اسی طرح موضوع اور موضوع الیہ پر بھی مکمل عبور حاصل تھا۔

۱۰۔ مولانا نظریہ پاکستان کے نہ صرف حامی تھے بلکہ اس کے بہت بڑے مبلغ بھی تھے۔

مفتی محمد ارشد القادری کہتے ہیں کہ بابا محمد دین صاحب نے ان سے بیان کیا مولانا محمد عمر اچھروی کو ایک دفعہ کسی مسئلے کے لیے عدالت میں بلوایا گیا تو آپ نے وکیل نہیں کروایا بلکہ خود بطور وکیل پیش ہوئے اور جج جو سوال کرتا آپ قرآن سے اسے نکال کر سامنے رکھ دیتے تھے۔ جج نے فیصلہ آپ کے حق میں سنا دیا۔

مسئلہ ایصالِ ثواب:

ایک دفعہ حیدر آباد میں مسئلہ ایصالِ ثواب کے مسئلے پر لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگیا آپ نے اس قدر دلائل سے بات کی کہ اختلاف ختم ہوگیا اور مسئلہ حل ہوگیا۔

حاجی محمد طفیل: سی ایس ایس، سی اے (مدیر القول السدید لاہور، بانی علم دین پبلشرز اردو بازار لاہور)

حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایسی یگانہ روزگار شخصیت تھے کہ پاک و ہند میں اُن کے نام کا بطورِ بے مثل مناظر ایک زمانہ گواہ ہے۔

اگرچہ آج کے دور کے کچھ لوگ مناظرہ کو ایک مذہبی جھگڑا تصور کرتے ہیں جبکہ یہ سراسر غلط ہے کیونکہ جب کوئی مناظر بطورِ وکیل اپنے مسلک و مذہب کی حقانیت پر قرآن وحدیث اور بزرگانِ دین کے اقوال سے دلائل قائم کر کے حق پر ہونے کا اظہار کرتا ہے تو یہ بات جھگڑا کیسے ہوگئی۔ ہم لوگ چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اپنی ملکیت میں لینے سے قبل اس کو ہر انداز میں پرکھتے ہیں کہ کہیں اس میں کوئی معمولی سا نقص بھی نہ ہو مگر افسوس کہ اگر مسلک و مذہب کی حقانیت کو پرکھنے کے لئے کسی عالم دین کو وکیل مقرر کر کے کسی مذہبی غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کی جائے تو اس کو جھگڑا تصور کیا جاتا ہے حالانکہ یہ درست راستہ تعین کرنے کی ایک کوشش ہے جو کہ ہر صورت میں ایک اچھا اور احسن فعل ہے۔ ہاں تو بات ہو رہی تھی رازی دوراں مناظر اعظم حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی۔ آپ بطورِ وکیل و مناظر مسلک حقہ اہل سنت و جماعت پاک و ہند میں کسی تعارف کے محتاج نہ تھے جب بھی اور کسی بھی جگہ کوئی بھی شخص یا فرقہ مذہب حقہ اہل سنت و جماعت کی حقانیت کو چیلنج کرتا تو مناظر اعظم علیہ الرحمہ ایک خدائی فوجدار اور محافظ کی شکل میں فوراً وہاں پہنچ جاتے اور مخالف گروہ کی شر اندازی کا تار پود قرآن و حدیث کے دلائل سے اس طرح بکھیرتے کہ علماء تو علماء ایک عام آدمی بھی مسلک حقہ اہل سنت کی حقانیت کا قائل ہو جاتا۔

حضرت مناظر اعظم حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا اندازِ بیان اتنا دلنشین ہوتا کہ ہزاروں لوگوں کا مجمع عش عش کر اٹھتا۔ موجودہ دور میں تو اتنا بڑا مذہبی اجتماع کسی عالم دین کی تقریر پر دیکھنے کو نہیں ملتا مگر جب مناظر اعظم علیہ الرحمہ اسٹیج پر آتے تو سامنے ہزاروں کا اجتماع ہوتا اور وقت کے جید علماء بھی اسٹیج پر موجود ہوتے۔ آپ مشکل اور پیچیدہ مسائل قرآن واحادیث کے دلائل سے اور عام فہم زبان میں ایسے حل فرماتے کہ بالکل اَن پڑھ آدمی بھی سمجھ جاتا۔ مثال کے طور پر ایک مرتبہ ایک جلسے میں سوال کیا گیا کہ آج کل کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسل پیدائشی نبی نہیں تھے بلکہ چالیس سال بعد آپ کو نبوت ملی اس کے بارے میں بتائیں۔ آپ نے قرآن واحادیث کے دلائل دینے کے بعد جلسہ میں موجود لوگوں سے پوچھا کہ آپ بتاؤ یہ سامنے والا درخت کس چیز کا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ببول کا۔ آپ نے فرمایا جب یہ زمین سے پیدا ہوا تو ببول تھا یا آم۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ پیدا ہی ببول ہوا۔ آپ نے فرمایا! عقل مندو آپ خود ہی سمجھ لو کہ جب ببول کا درخت پیدا ہی ببول ہوتا ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نبی پیدائشی نبی نہ ہو اور بعد میں نبی ہے۔

ایسے ہی ایک مناظرہ میں ایک معروف غیر مقلد مولوی سے شرائط مناظرہ طے کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا عقیدہ رکھتا ہوں اور یہ لکھ بھی دیا ہے اب آپ اپنا عقیدہ لکھیں۔ اس معروف مولوی صاحب نے کہا کہ میرا عقیدہ ہے کہ نبی کو علم غیب نہیں ہے۔ حضرت مناظر اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا مولوی صاحب یہ تو میرے عقیدے کی نفی ہے اپنا عقیدہ بیان کرو۔ اب غیر مقلد مولوی آئیں بائیں شائیں کرنے لگا تو آپ

نے فرمایا ان لوگوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اتنا خطرناک عقیدہ ہے کہ یہ لوگ بیان نہیں کر سکتے۔ حضرت مناظر اعظم علیہ الرحمہ ایسے ہی سادہ اور عام فہم انداز میں مخالف فریق کا ناطقہ بند کر دیتے تھے۔

ایسے ہی ایک مرتبہ ایک معروف غیر مقلد مولوی صاحب نے نماز تراویح کی تعداد رکعت پر گفتگو شروع کی اور کہنے لگے کہ آپ بیس رکعت تراویح صحاح ستہ سے ثابت کریں۔ آپ نے فرمایا بیس پر آٹھ مقدم ہے پہلے آپ آٹھ رکعت تراویح صحاح ستہ سے ثابت کر دیں تو غیر مقلد مولوی صاحب بغلیں جھانکنے لگے۔

بحر حال ایسی ہی سینکڑوں مثالیں ہیں کہ حضرت مناظرِ اعظم علیہ الرحمہ نے عام فہم انداز میں مخالف فریق کا نہ صرف ناطقہ بند کر دیا بلکہ سادہ لوح عوام کو بھی سمجھا دیا کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی نہایت ہی قابل ذکر ہے کہ حضرت مناظر اعظم علیہ الرحمہ نے اپنی بے شمار مصروفیات کے باوجود عبادت وریاضت میں بھی بڑے تاک رہتے تھے سفر میں آج کے دور والی سہولتیں تو میسر نہ تھیں مگر آپ نے سفری صعبتوں کو تبلیغ دین اور احقاقِ حق کے راستے میں کبھی حائل نہ ہونے دیا اور سفر وحضر میں نفلی نمازیں تک بھی ادا فرماتے۔ قرآن پاک کی ۴ پاروں کی تلاوت آپ کا روزانہ کا معمول تھا یہی وجہ ہے کہ قرآن کی منزل آپ کی اتنی پختہ تھی کہ حفاظ حضرات بھی دنگ رہ جاتے بلکہ اکثر ایسا ہوتا کہ قرآن پاک کی کسی آیت کی تلاش میں حفاظِ حضرات سے رابطہ کیا جاتا تو وہ تھوڑا سا سوچ کر ماقبل اور مابعد پڑھ کر بتاتے مگر مناظر اعظم علیہ الرحمہ فوراً بتاتے کہ یہ آیت فلاں سورۃ اور فلاں پارے میں ہے۔ یہاں پر ایک اور مناظرہ کا واقعہ یاد آیا کہ حاضر وناظر پر ایک معروف

غیر مقلد سے مناظرہ تھا کہ غیر مقلد مولوی نے کہا کہ محمد عمر صاحب نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے قریب ہیں۔

حضرت نے فرمایا: قریب ہیں۔

مولوی صاحب نے کہا کتنے قریب ہیں۔

حضرت نے فرمایا۔ ہماری جانوں سے بھی قریب ہیں۔

مولوی صاحب: اگر حاضر ناظر ہیں اور قریب ہیں تو بتاؤ کہاں ہیں۔

حضرت صاحب نے فوراً قرآن کی آیت پڑھی۔

وَتَرٰھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ (الاعراف ۷:۱۹۸)

ترجمہ: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو منکرین تاک رہے ہیں مگر دیکھ نہیں سکتے۔''

قصہ مختصر مناظر اعظم علیہ الرحمہ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین [۹]

پروفیسر صدیق اکبر: (سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج باغبانپورہ لاہور)

حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا انداز بیان بہت دھیمہ تھا مناظر کامیاب وہی ہوتا ہے جس میں قوت برداشت ہو اور دوسروں کی مکمل بات انتہائی حوصلے اور تحمل سے سن سکے۔ مولانا محمد عمر میں یہ صلاحیت موجود تھی وہ دوسروں کی بات سنتے تھے اور جوش میں نہیں آتے تھے اور ہوش میں رہتے تھے۔

ایک ہوش مند انسان خواہ بڑا عالم نہ بھی ہو تب بھی وہ ناکام نہیں ہوتا اور اگر وہ حقیقتاً عالم ہو تو وہ پھر کبھی بھی ناکام نہیں ہوتا۔

چونکہ مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جید عالم دین تھے اس لیے وہ ہر مناظرے میں کامیاب رہے۔

مناظرہ باقاعدہ ایک علم کا نام ہے علم الکلام کی ایک قسم علم مناظرہ ہے۔ علم الکلام کا وجود معتزلہ کے دور میں عروج پر تھا اور معتزلہ کی بڑی مشہور اور مستند تفسیر ''الکشاف'' ہے علم الکلام کا زیادہ تر تعلق عقلی دلائل پر ہوتا ہے اور علم مناظرہ کا تعلق حافظے پر منحصر ہوتا ہے کہ دوسرے کے دلائل کا فوری جواب دیا جائے۔

چونکہ مناظرہ کا دوسرا نام مقابلہ ہے اور دونوں پارٹیوں کے ماننے والوں کو امام وہاں موجود ہوتے ہیں اور اگر ایک مناظر دلیل یا دلیل کا جواب دینے میں تاخیر کرے تو سمجھا جاتا ہے کہ ان کے پاس جواب کے دلائل نہیں ہیں۔

مولانا محمد عمر اتنے ذہین تھے کہ مخالف کے سوال و دلیل کے فوراً بعد رد کر دیتے تھے اور یہ ایک بہترین مناظر کی نشانی ہے۔

برصغیر کے اندر اگر مناظرے کی تاریخ دیکھی جائے تو عام طور پر مناظرے سنی اور دیوبندی علماء کے درمیان یا سنی اور اہل حدیث کے درمیان ہوتے رہے ہیں۔

مولانا اہل سنت و جماعت کی نمائندگی کرتے تھے آپ پورے ہندوستان میں دوسرے مکاتیب فکر سے تعلق رکھنے والوں سے مناظرہ کیا کرتے تھے ویسے تو سنی مکتبہ فکر میں ابوالحقائق شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت علامہ مولانا عنایت اللہ سانگلہ ہل، شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رضوی، مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں اور شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد اعجاز ولی رضوی جیسے بڑے بڑے مناظر اسلام موجود رہے ہیں۔ لیکن اس میدان میں جو نام سرفہرست آتا ہے وہ مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔

مولانا محمد عمر نہ صرف چند ایک موضوعات پر اعتراض رکھتے تھے بلکہ آپ کو تمام موضوعات اسلام پر دسترس حاصل تھی جس سے مولانا محمد عمر کے علمی مقام اور درجے کا پتہ چلتا ہے۔

اگر مناظرے کے اصول وضوابط کو سامنے رکھ کر تجزیہ کیا جائے تو مولانا اس پر صرف پورے ہی نہ اترتے تھے بلکہ فن علم مناظرہ میں امام اور پیشوا معلوم ہوتے ہیں۔

ایک مناظر میں سب سے اہم بات اس کی حاضر دماغی ہے اور مولانا کی کامیابی کا راز ان کی حاضر دماغی ہی تھی۔ اس لیے برصغیر کی تاریخ میں جہاں بھی مناظرین اسلام کا تذکرہ ہونا ہے وہاں مولانا محمد عمر کا نام سرفہرست ہوگا۔

مولانا تابش قصوری: (صدر شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

مولانا تابش قصوری مولانا کے بارے میں اپنی آراء کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مولانا بہت متقی اور پرہیز گار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑے عالم بھی تھے۔

آپ نے اپنی ساری زندگی اسلام کی خدمت میں وقف کی۔ آپ نے اپنی زندگی میں بہت سے مناظرے کیے آپ کو وید اور گرنتھ سب یاد تھے آپ کو جب بھی کوئی مناظرے کے لیے جہاں بھی بلاتا آپ ہمیشہ تیار رہتے تھے آپ نے کبھی بھی انکار نہیں کیا بلکہ جہاں آپ نے خود ضرورت محسوس کی آپ بن بلائے خود چلے گئے اور اسلام کے دشمن کے ساتھ مناظرہ کیا اور اسے شکست دی۔

آپ گفتگو نہایت مدلل انداز میں کرتے تھے کہ اگلا آپ کی بات سننے والا آپ کی بات کا قائل ہو جاتا تھا۔

تابش قصوری کہتے ہیں کہ مولانا صاحب کا عقیدہ تھا کہ وہ پہلے ہمیشہ توحید پر بات کرتے تھے پھر رسالت اور آخر میں ولایت پر گفتگو کرتے تھے۔

آپ دوران مناظرہ اپنے دلائل قرآن و حدیث سے بیان کرتے تھے آپ بہت خوش آواز بھی تھے۔ آپ نہایت خوبصورت انداز میں قرآنی آیات کی تلاوت فرماتے تھے۔ آپ کی محفل میں لوگوں کا ہجوم ہوتا تھا۔ لوگ مولانا کی محفل سے بہت لطف اندوز ہوتے تھے اور اپنی جگہ سے ہلتے نہیں تھے۔ آپ اتنے دلیل سے بات کرتے تھے کہ آپ کی بات سے قائل ہونا پڑتا تھا آپ نے کئی بدعقیدوں کا عقیدہ درست کیا۔

تابش قصوری کہتے ہیں کہ مولانا کے پہلے پیر شیر محمد شرقپوری تھے جن کے ہاتھ پر آپ نے بیعت کی۔ اور ان کے بعد حضرت سید اسماعیل صاحب کرمانوالے جو کہ ان کے دوسرے پیر تھے آپ نے ان سے روحانی فیض حاصل کیا۔

آپ نے بطور طبیب بھی خدمات سرانجام دی۔ آپ ایک ماہر طبیب تھے۔ مریضوں کا علاج بخوبی کرتے تھے۔

آپ نے جمعیت المسلمین بھی قائم کی جس کے آپ خود صدر تھے۔ آپ نے ہفت روزہ المقیاس کا بھی اجراء کیا باوجود اس کے کہ آپ کی عمر کافی ہو چکی تھی لیکن آپ کے عزائم بہت مضبوط تھے۔ آپ اپنے آخری وقت تک اسلام کے لیے خدمات سرانجام دیتے رہیں۔

مولانا قاضی مظفر اقبال: (خطیب اونچی مسجد اندرون بھاٹی گیٹ لاہور، چیئرمین سنی ایکشن کمیٹی)

مولانا قاضی مظفر اقبال مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے

بارے میں کہتے ہیں کہ مولانا محمد عمر بطور مناظرِ اسلام کے نام سے مشہور تھے اور آپ کو مناظرے میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ ہمیشہ ہر چیلنج کے لیے تیار رہتے تھے۔ جب کبھی بھی آپ کو کوئی بھی جہاں بھی مناظرے کے لیے چیلنج کرتا تو آپ ہمیشہ تیار رہتے تھے۔

اللہ کا محمد عمر پر خاص کرم تھا کہ آپ کو مناظرے کے کسی میدان میں بھی شکست نہیں ہوئی اور نہ ہی آپ نے کبھی راہ فرار اختیار کی بلکہ آپ ہمیشہ کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

مولانا محمد عمر فرقہ ہائے باطلہ کے اعتراضات کے جوابات ہمیشہ قرآن حکیم اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیا کرتے تھے۔

آپ کا اندازِ بیان نہایت سادہ اور مدلل ہوا کرتا تھا۔ آپ قرآنی آیات کو اپنی مترنم آواز میں اس طرح سے پڑھتے تھے کہ مجمع پر ایک سکوت طاری ہو جاتا تھا اور سامعین آپ کے مدلل جوابات سے مطمئن ہو جاتے تھے۔

آپ نے ملک کی تقسیم سے پہلے اور بعد میں پورے ہندوستان کے کونے کونے میں مناظرین کو جوابات دیئے۔ جس سے بڑے بڑے باطل، عقیدے، بدعقیدگی سے تائب ہوئے۔ آپ ایک متبحر عالم دین اور کٹر سنی تھے۔

مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شیخوپورہ، قصور اور مرکز تجلیات حضرت داتا گنج صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی جامع مسجد میں عرصہ سولہ سال تک رشد و ہدایت کا درس دیتے رہے۔ آپ کو وقت کے جید علما مناظر اسلام اور شیر اہل سنت کا خطاب دیتے تھے۔

جمعیۃ المسلمین کے نام سے مولانا محمد عمر نے ایک جماعت بھی قائم کی اس

کے صدر مولانا محمد عمر خود تھے اور جنرل سیکرٹری محمد بخش مسلم بی اے تھے۔

جمعیت کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کے اندر سیاسی شعور کو بیدار کرنا تھا۔

پاکستان بنانے کی جدوجہد میں آپ بھی شریک رہے۔ پاکستان کی نامور سیاسی جماعت جمعیت علماء پاکستان کے آپ رکن بھی رہے جن کے سربراہ مولانا ابوالحسنات قادری تھے۔

مولانا محمد عمر نے مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ اور نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفاذ کے لیے اپنے اسٹیج سے آواز بلند کی۔ آپ نے ہفت روزہ المقیاس کا آغاز بھی کیا اور اسی کے ذریعے نفاذ نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بہت سے مضامین بھی لکھے۔

استاذ القراء قاری محمد یوسف سیالوی:

قاری محمد یوسف سیالوی کہتے ہیں کہ مولانا عمر کے خطابات بھی لاہور کی علمی محفلوں کی جان ہوتے تھے، انداز سادہ اور عام فہم تھا، عوام میں بہت مقبول تھے، علماء کی صف میں بھی نمایاں مقام رکھتے تھے، دوران خطاب ترنم کا استعمال نہیں کرتے تھے، قرآن مجید پڑھنے کا اپنا ایک مخصوص انداز تھا، لوگ اس انداز کو بہت پسند کرتے تھے - جامعہ نظامیہ کے جلسہ میں بھی کئی بار انہیں سنا، پھر جب میں تعلیم کی تکمیل کے بعد جامعہ خالقیہ رزاقیہ لالہ موسی میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے لگا تو آپ وہیں خطبۂ جمعہ دیتے تھے، جمعۃ المبارک کو لالہ موسیٰ میں زیارت کا موقع ملتا اور خطاب بھی سننا نصیب ہوتا، دینہ کی مرکزی جامع مسجد کے متولی صوفی محمد قاسم مرحوم کی علامہ ہزاروی اور مولانا اچھروی سے خاص محبت تھی، اور وہ اکثر ان دونوں حضرات کو دینہ میں خطاب کے لیے مدعو کرتے رہتے تھے، یہاں

بھی کئی دفعہ ان دونوں حضرات کی زیارت کا شرف نصیب ہوا، ٹوبہ ٹیک سنگھ کی سنی کانفرنس میں شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ کو جمیعت علمائے پاکستان کا صدر منتخب کرنے کی تجویز پر سب سے زیادہ زور مولانا اچھروی علیہ الرحمہ نے ہی دیا۔ جس موضوع پر گفتگو کرتے سامعین کو اطمینان قلب اور شرح صدر نصیب ہوتا، علمی مباحثوں میں آپ کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ انہوں نے ملک بھر میں اہل سنت کے عقائد و معمولات کے تحفظ کے لیے انتھک کوششیں کیں۔ [۲]

فصل سوم:

تعارف کتابیات

کتاب: مقیاسِ مناظرہ

موضوع: اہل سنت و جماعت اور غیر مقلدین وہابیوں کے مناظرے

صفحات: ۲۵۱

سبب تالیف کتاب مقیاس مناظرہ:

مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مقیاس مناظرہ کی تالیف کا سبب یہ بتاتے ہے کہ کچھ عرصے سے غیر مقلدین وہابیوں نے خصوصاً روپڑی علماء نے چند ماہ سے اپنی شکست کو فتح ثابت کر کے شائع کرنے شروع کر دی ہے تا کہ اپنی جماعت کو خوش کیا جائے۔ مولانا محمد عمر کہتے ہیں کہ مجھے شکایات جگہ جگہ سے موصول ہوتی رہی آخر کار مولانا محمد عمر نے چند مناظرے غیر مقلدین کے اصلی روداد لکھ کر شائع کروا دیے تا کہ حق و باطل کا فرق معلوم ہو جائے۔

اور لوگ سچے مذہب کو قبول کریں اور تفرقہ بازی سے باز آجائیں۔ [۱۵]

تعارف کتاب مناظرہ:

مولانا محمد عمر کی اس کتاب میں کل اکیس مناظروں کی تفصیل ہے۔ جو کہ پنجاب اور پنجاب سے باہر کیے گئے ہیں۔ مولانا محمد عمر نے اپنی زندگی میں کبھی بھی کسی مناظرے میں شکست نہیں کھائی۔ آپ کے زیادہ تر مناظرے جو کہ کتاب مقیاس مناظرہ میں درج ہیں وہ حافظ عبدالقادر روپڑی کے ساتھ ہے۔ آپ نے اعلیٰ دلائل کے ساتھ اپنی بات کو سچ ثابت کیا ہے اور اتنے دلائل سے گفتگو کی ہے

کہ اگلا آپ کی بات کا انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آپ اپنے دلائل قرآن وحدیث سے ثابت کرتے تھے اسی وجہ سے مولانا محمد عمر کی بات میں وزن ہوتا تھا اور ان کی بات کو جھٹلایا نہیں جا سکتا تھا۔

مولانا محمد عمر نے اپنی کتاب 'مقیاسِ مناظرہ' میں مختلف موضوعات پر ہونے والے مناظروں کو درج کیا ہیں اور ان مناظروں کو پڑھنے والا آسانی سے حق اور باطل کے درمیان تمیز کر سکتا اور اپنے عقائد درست کر سکتا ہیں۔

مولانا محمد عمر کے مصادر و مراجع:

مولانا نے جن کتابوں سے استفادہ کیا وہ درج ذیل ہیں۔

ابن جریر	تفسیر خازن
تفسیر مدارک	
تفسیر جامع البیان	تفسیر عرائس البیان
ابن سنی	
نزول الابرار	عرف الجاوی
کتاب التوحید وانسہ	
حاشیہ تفسیر ثنائی	سیرۃ ابن ہشام
الطبقات الکبریٰ	
البدایہ والنھایہ	ابن ماجہ
فقہ محمدیہ کلاں	
حضیرۃ القدس	دار قطنی
سنہ ابوداؤد الطیاسی	بیہقی شریف

تقویۃ الایمان

کتاب: مقیاس الحنفیت

موضوع: فرقہ وہابیہ کے اعتراضات اور ان کے جوابات

صفحات: ۵۸۹

مقیاسِ حنفیت:

مولانا محمد عمر نے فرقہ وہابیہ کے پڑھتے ہوئے اعتراضات کا جوابات دینے کے لیے مقیاسِ حنفیت تحریر کی۔ [۱۶]

تعارف مقیاسِ حنفیت:

مولانا محمد عمر اچھروی کی یہ تحریر وہابی اور دیو بندی کے اعتراضات کے جوابات کے حوالے سے ہے۔ وہابی اور دیوبندی نے مولانا محمد عمر نے مختلف موضوعات پر سوالات کیے ہیں جن کے جوابات آپ نے اپنی کتاب مقیاس حنفیت میں دیے ہیں اور ان کی غلط فہمی کا ازالہ کیا ہے اور ان کے ذہن میں اٹھنے والے شکوک شبہات کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔

آپ نے ان کے سوالات کے جوابات قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ دیگر تفاسیر کی روشنی میں بھی دیئے ہیں۔ مولانا محمد عمر نے وہابی اور دیوبندی کے غلط عقائد کی نشاندہی کی ہیں اور نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے عقائد کو درست کرنے کے لئے تجاویز بھی دی ہیں۔

استفادہ کتب:

تذکیر الاخوان	بخاری شریف

تفسیر جلالین

جامع البیان　　تفسیر خازن

تفسیر معالم التنزیل

تفسیر ابن کثیر　　موضح القرآن

طبقات سبکی

کنز العمال　　تفسیر بیضاوی

تفسیر کشاف

تفسیر نسفی　　تفسیر جلالین

تفسیر ابن جریر

المصباح المنیر　　مشکوٰۃ شریف

تفسیر احمدی

تاریخ بغداد　　مفردات راغب

مسلم شریف

مجمع البحار　　البدایہ والنہایہ

کتاب التوحید

ترمذی شریف　　فتاویٰ رشیدیہ

تفسیر کبیر

فتاویٰ عالمگیری　　مسند امام احمد حنبل

بیہقی شریف

طحاویٰ شریف　　تاریخ الخلفاء اصابہ

مدارج النبوت

قصیدۃ النعمان　　مسک الختام شرح بلوغ المرام

مکتوبات شریف

اشرف التنبلہ　　تذکرۃ الرشید

تقویۃ الایمان

بہشتی زیور　　براہین قاطعہ

مستدرک

جامع صغیر　　کنز الاعمال

فتوح الغیب

غنیۃ الطالبین　　ادب المفرد

فتاویٰ الامام النووی

موضوعات ملا علی قاری　　تذکرۃ الموضوعات سید تکالن

انجیل برنباس

کتاب:　مقیاسِ نور

موضوع:　مقیاس النور فی اثبات نور من نور

صفحات:　۲۶۴

مقیاسِ نور:

الحاج محمد علی ظہوری بانی مجلس حسان پاکستان لاہور کتاب مقیاس نور کے آغاز میں لکھتے ہیں کہ:

ترجمانِ　مدحتِ　سرکار　ہے　مقیاسِ　نور

نور کی سرکار کا کردار ہے نمیاسِ نور
تھے محمد عمر، عالم اور مناظر بے بدل
اُن کا یہ مجموعۂ افکار ہے مقیاسِ نور
وہ خطیب بے بدل وہ پیکر علم و عمل
اُس کی نوری سوچ کا شاہکار ہے مقیاس نور
اسی کے دم سے پھیلی ہے تاریکیوں میں روشنی
ظلمتوں میں مطلعِ انوار ہے مقیاسِ نور
استفادہ کرنے والے ہو گے حق آشنا
فکرِ باطل کے لئے یلغار ہے مقیاسِ نور
اہلسنت کے عقائد کے لئے سینہ سپر
گمراہیوں سے برسر پیکار ہے مقیاس نور
طالبان سیرت شاہِ مدینہ کے لئے
علم کا، عرفان کا، معیار ہے مقیاسِ نور
ہو ظہوری گر حقیقت میں نظر تو پڑھ اِسے
مسلک حق کا حسیں اظہار ہے مقیاسِ نور۱۷

تالیف مقیاسِ نور:

مولانا محمد عمر اچھروی مقیاسِ نور کو تحریر کرنے کا اپنا مقصد یہ بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں اپنے گناہوں کی وجہ سے خدا کے آگے شرمندہ ہوں اور خداوند سے اپنی مغفرت کی امید رکھتا ہوں۔ لہٰذا اپنی دنیوی و اخروی نجات کے لیے میں یہ کتاب ''مقیاسِ نور'' اللہ کے حضور پیش کرتا ہوں۔ ۱۸

تعارف کتب:

مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''مقیاسِ نور'' میں مولانا محمد عمر نے اہل سنت و جماعت احناف کے غیر مقلدین وہابیوں سے متعلق چند مناظروں کی روداد لکھی ہے۔

مولانا محمد عمر نے اپنی کتاب کے آغاز میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی واحدانیت بیان کی ہے اور قرآن کی روشنی میں دلائل دیئے ہیں اس کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور مجسم ہونے پر بے شمار دلائل کے ساتھ بات کی ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے حقیقی نور ہونے کا یقینی ثبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں دیا ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات سے متعلقہ تمام چیزوں پر روشنی ڈالی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ مولانا محمد عمر نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلقہ مختلف لوگوں کے عقیدوں کی بھی عکاسی اپنی کتاب مقیاسِ نور میں کی ہے۔

اس کتاب کے آخر میں یہ بتایا گیا ہے کہ قیامت کے روز منکرین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہیں گے۔

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد نورِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تمام سوالات کے جوابات آسانی سے مل جاتے ہیں غرض یہ کہ یہ کتاب نور مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تمام معلومات فراہم کرتی ہیں۔

مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''مقیاسِ نور'' میں جن جن کتب سے استفادہ کیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

مولانا محمد عمر کے مصادر ومراجع:

خصائص کبریٰ	معالم التنزیل
تفسیر درمنثور	
تفسیر محمدی	تفسیر نیشاپوری
عرائس البیان	
تفسیر ابن جریر	قاموس
فتوحات احمدیہ الشیخ سیارن الجمل	مدح شیرا بریہ لابن حجر ہیتمی
اربعین لیوسف نبھانی	الابریز عبدالعزیز دباغ
زرقانی شرح مواہب اللدنیہ	البدایہ والنہایہ
مشکوٰۃ شریف	
ترمذی شریف	المستدرک
ابن عساکر	
دارمی شریف	فتاویٰ رشیدیہ
الکبریٰ بیہقی	
شمائل ترمذی	مفردات راغب
تفسیر خازن	
تفسیر کبیر	تفسیر جلالین
تفسیر صاوی	
شرح شفا ملا علی قادری	شرح شفا
شرح شفا شہاب الدین خفاجی	

تفسیر نسفی	تفسیر کشاف
تفسیر محی الدین ابن عربی	
زاد المعاد ابن قیم	کتاب الاسماء والصفات
تقریب التهذیب	
جذب القلوب	مقدمہ مقامات حریری
ثلج الصدور	

کتاب: مقیاسِ صلوۃ

موضوع: مقیاس الصلوٰۃ فے اصلاح اہل الاضلال والغارۃ

صفحات: ۴۰۶

سبب تالیف کتاب مقیاس صلوٰۃ:

مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقیاس صلوۃ کی تحریر کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ اہلسنت و جماعت نے چند ضروری مسائل نماز پر اصرار فرمایا کہ ان کو اہل سنت و جماعت کے لئے قرآن و حدیث کی تحقیق سے نماز کے ضروری مسائل واضح کروں کیونکہ لوگ نماز کے کچھ ضروری مسائل سے ناواقف ہیں۔ لہٰذا لوگوں کے اصرار پر میں نے قلم اٹھایا اور حسب توفیق قرآن وحدیث صحیحہ سے تحقیق کے بعد کچھ مسائل لکھ ڈالیں۔[19]

تعارف کتاب مقیاس صلوٰۃ:

مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''مقیاسِ صلوۃ'' میں نماز اور نماز سے متعلقہ تمام ادوار پر بحث کی ہیں۔ طہارت اور طہارت سے متعلقہ امور پانچ نمازوں کی فرضیت، اوقاتِ صلوٰۃ، لباس سے متعلق امور، باب

الجمعہ، باب النوافل، باب التراویح، باب الدعاء، فضیلت درود شریف، ختم قرآن شریف پر بحث کی گئی ہیں۔

غرض یہ کہ یہ پوری کتاب نماز سے متعلقہ امور کو سمجھنے میں نہایت ہی رہنما کتاب ہے۔ یہ کتاب لوگوں کو نماز سے متعلقہ امور کو سمجھنے میں نہایت مدد فراہم کرتی ہے۔

مولانا محمد عمر کے مصادر و مراجع:

نسائی شریف	ابوداؤد شریف
نیل الاوطار مصنفہ شوکانی	
مسلم شریف	مشکوٰۃ شریف
ترمذی شریف	
ابن ماجہ	دارمی شریف
مجمع الزوائد	
سنن دارقطنی	طحاوی شریف
کنز العمال	
موطا امام احمد	بخاری شریف
مسند امام احمد بن حنبل	
کتاب الاذکار بلنوی	السنن الکبریٰ
فتاویٰ خیریہ	
مجمع الانہر	تفسیرات احمدیہ
شامی	
مراقی الفلاح	رسالہ ندائے حرم

القراۃ الاعدادیۃ البحر الثانی	
تذکرۃ الرشید	المستدرک
جامع صغیر	
حلبی کبیر	مجمع بحار الانوار
تاریخ کامل لابن اثیر	
الترغیب والترہیب	غنیۃ المتملی
فتح ربانی	

کتاب: مقیاس الخلافۃ

موضوع: مقیاس الخلافۃ فے بیان الرسالۃ والخلافۃ

صفحات: ۷۳۲

مقاصد مقیاس خلافت:

مولانا محمد عمر نے اپنی کتاب مقیاس خلافت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے وصال تک کے حالاتِ زندگی کو قرآن وحدیث کی روشنی میں مختصراً بیان کیا ہے اور خلفاء راشدین اور اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان جو رب کریم نے بیان فرمائی ہے اس کا مختصراً ذکر کیا ہے اور اس مجموعے کا نام مقیاس الخلافت رکھا ہے۔[20]

تعارف مقیاس خلافت:

مولانا نے مقیاس الخلافت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی شان کا ذکر قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا ہے۔ مولانا محمد عمر اچھروی کہتے ہیں کہ جو اصحاب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو مومنین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں کہتا وہ خدا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت تکلیف دیتا ہے اور جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دیتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے سخت عذاب کی وعید سنائی ہے۔

مولانا محمد عمر نے مقیاس خلافت میں شیعہ ''علی رضا'' کے ساتھ کیے جانے والے مناظرے کو تحریر کیا ہے۔

مولانا محمد عمر کا یہ مناظرہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالاتِ زندگی اور اصحابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلقہ ہے۔ علی رضا نے مولانا محمد عمر سے سوالات کیے ہیں جن کے جوابات مولانا محمد عمر نے قرآن وحدیث اور کتب تفسیر کے علاوہ شیعہ احادیث کی کتابوں سے دیے ہیں اور آخر میں ان کو یہ بتلا دیا ہے کہ جو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب کا انکار کرے گا اس کو دنیا و آخرت دونوں میں سخت عذاب ہوگا لہٰذا بہتر ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو تسلیم کرلو اس میں دُنیا و آخرت میں نجات ہے۔

مولانا محمد عمر کے مصادر ومراجع:

تاریخ کامل	طبقات ابن سعد
خصال لابن بابویہ	
من لایحضرہ الفقیہ	حلیۃ المتقین
مجمع المعارف	
جامع الاخبار	کتاب العلل والشرائع
کتاب الامالی ملطوسی	
بخاری شریف	ابن خلدون

الاستیعاب	
الرزقانی	اصول کافی
سیرۃ ابن ہشام	
البدایۃ والنہایۃ	تاریخ الطبری
تفسیر جلالین	
تفسیر ابومسعود	تفسیر نیشاپوری
تفسیر خازن	
تفسیر کبیر	فروع کافی
تفسیر عمدۃ البیان	
تفسیر مجمع البیان	تفسیر المنہج
تفسیر صافی	
تفسیر جوامع الجامع	تفسیر قمی
شمائل ترمذی	
تحفۃ العوام	عیون الاخبار
نسائی شریف	
کنز العمال	قرب الاسناد
تاریخ ابن عساکر	
درنجفیۃ	نہج البلاغۃ
حیات القلوب	
ناسخ التواریخ	منتہی الامال

ابن شہر اشوب

جلاالعیون　　اخبار ماتم

کتاب: مقیاس النبوت

جلدیں: اول، دوم، سوم

موضوع جلد اوّل: مقیاس النبوۃ فی حقیقۃ من عادالی غیر الابوۃ

موضوع جلد دوم: مقیاس النبوۃ فی ثبوت انقطاع النبوۃ

موضوع جلد سوم: مقیاس النبوۃ فی رد مدار النبوۃ

صفحات جلد اوّل: ۲۲۴

صفحات جلد دوم: ۲۷۶

صفحات جلد سوم: ۶۸۵

تعارف جلد اوّل:

مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب مقیاس النبوت کے پہلے حصے میں مقیاس النبوۃ فی حقیقۃ من عادالی غیر الابوہ کو بیان کیا ہے۔ مناظر اعظم مولانا محمد عمر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی اس کتاب میں نذر اسباب کے ساتھ مقیاس النبوۃ فی حقیقۃ من عادالی غیر الابوۃ کے موضوع پر مناظرہ کیا ہے اور مولانا محمد عمر نے دلائل کے ساتھ اس کے سوالات کے جوابات دیئے ہیں۔ مولانا ے اپنے دلائل قرآن کے علاوہ، مندرجہ ذیل کتب تفسیر وحدیث سے بھی دیئے ہیں۔

مکتوبات احمدیہ　　تہذیب التہذیب

میزان الاعتدال

تحفہ بغداد　　قسطلانی

شرح بخاری شریف

تفسیر ابن عباسی　　تفسیر جلالین مع حاشیہ

صاوی شریف

تفسیر خازن　　جامع البیان

تفسیر کبیر

تفسیر ابن مسعود　　تفسیر نیشاپوری

تفسیر معالم التنزیل

تفسیر جواہر الحسان　　تفسیر بیضاوی

تحفۃ الندوہ

اربعین　　اعجاز احمدی عربی

مدارک

براہین احمدیہ　　ازالۃ الاوہام

آئینہ کمالات

کلمۃ الفصل　　تفسیر اتقان

کتاب الناسخ والمنسوخ لمحمد بن حزم

مسلم شریف　　قاموس

مجمع البحار

تفسیر ابن کثیر　　تفسیر کشاف

اصول شاشی

طبقات الکبریٰ　　تاریخ طبری

القاموس المحیط	
مفردات راغب	انجیل بربناس
کشف الغطاء	
اعجاز احمدی	عرائس البیان
فتوحات مکیہ	
بیہقی شریف	کتاب الاسماء والصفات للبیہقی
طبقات الشافعیہ الکبریٰ	
مقدمہ کتاب الام	ترمذی شریف
ابن ماجہ	
ابوداؤد	البدایہ والنہایہ

جیسی کتابوں سے استدلال کیا ہے۔

تعارف جلد دوم:

مولانا محمد عمر نے مقیاس نبوت کی دوسری جلد میں مسئلہ ختم نبوت پر بحث کی ہے۔ آپ کا یہ مناظرہ بھی ایک مرزائی کے ساتھ ہی ہیں۔

اس کتاب کے مقدمہ میں مولانا محمد عمر نے جھوٹی نبوت کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور مرزائی جو ساڑھے تیرہ سو سال بعد ایک مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنا کر پیش کر رہے ہیں جو کہ وہ غلط ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماننے سے انکار کرنے کی بنا پر وہ سخت عذاب الٰہی ہیں میں مبتلا کیے جائیں گے اور دنیا میں بھی ان کے

لیے سزا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی قادیانی مر جائے تو کوئی مسلمان دربار خداوندی میں ان کے لیے دُعا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ ان کے لیے سزا ہے جو ان کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ملی ہے اور قیامت کے دن بھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ناواقفیت ہونے کی وجہ سے وہ قبروں سے بھی غلام احمد قادیانی کے ساتھ اٹھیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کو ترسیں گے۔[۲۱]

اور ساتھ ساتھ مولانا محمد عمر مرزائیوں سے مخاطب ہو کر کہہ رہے ہیں کہ اب بھی وقت ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی جان لو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کر لو اسی میں ہی تمہاری نجات ہے۔ نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے اور نبوت کے ختم ہونے کے دلائل اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی بیان کر دیے ہیں اب جو بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کرے گا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلائے گا وہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہو گا۔[۲۲]

مولانا محمد عمر نے قرآن وحدیث کے علاوہ بھی دیگر کتابوں سے بھی دلائل دے کر ختم نبوت کو ثابت کیا ہے۔ آپ نے درج ذیل کتب سے نبوت کے دلائل کتاب مقیاس نبوت میں پیش کیے ہیں۔

مفردات راغب	شرح عقائد جلالی
آئینہ کمالات	
ابن ماجہ	تفسیر اتقان مصری
تفسیر جلالین	
تفسیر مدارک	معالم التنزیل

تفسیر اتقان مصری	
میزان الاعتدال	تہذیب التہذیب
کنز العمال	
ترمذی شریف	استیصاب
مسند امام احمد حنبل	
بخاری شریف	مسلم شریف
فتح الباری	
زرقانی	تفسیر کبیر
تفسیر خازن	
قاموس	تکملہ مجمع البحار
فتویٰ حدیثیہ	
کتاب البریہ	تحفہ گولڑویہ
تبلیغ رسالت	
انجام آتھم	حقیقۃ الوحی
سنن الرحمٰن	
حمامۃ البشریٰ	تریاق القلوب
ایام صلح	
توضیح مرام	

سے دلائل دیئے ہیں اور ختم نبوت کو ثابت کیا۔

تعارف جلد سوم:

جلد سوم کے آغاز میں الحاج محمد علی ظہوری بانی مجلس حسان قصور نے سپاسِ عقیدت لکھا ہے۔

ڈھونڈوں کہاں مناظر اسلام کی مثال
آئے نظر نہ کوئی بھی اب صاحب کمال
افکار باطلہ کے لیے تیغ بے نیام
وہ سادگی کے روپ میں اِک پیکر جلال
ہو نہ سکا کسی کو بھی انداز وہ نصیب
تقریر اور تلاوت قرآں کا بے مثال
ایسا خطیب! ناز تھا جس پر خطاب کو
ایسا ادیب، گنج معانی سے مالا مال
اس کا وجود علم و عمل کا مجسمہ
اب ایسی صورتیں نظر آتی ہیں خال خال
پر ہو سکے گا نہ یہ مدتوں کبھی
رکھے گی یاد قوم سدا غم کا وصال
بے باک مرد حق تھا مجاہد دلیر تھا
وہ شرقپور کے شیر محمد کا شیر تھا

مولانا محمد عمر نے اپنی کتاب مقیاس النبوت کی تیسری جلد میں مقیاس النبوۃ فی رد مدرار النبوۃ کے بارے میں لکھا ہے۔ مولانا محمد عمر نے اپنی اس کتاب میں وکیل قادیانی گجراتی کی تصنیف شدہ مرزائیوں کی مایہ ناز مکمل احمدیہ پاکٹ بک

کے ایک حصہ وفاتِ مسیح کے سوالات کے جوابات احسن طریقے سے دے کر حیات عیسیٰ بن مریم کو ثابت کیا ہے۔ ۲۳

قرآن کریم واحادیث صحیحہ وکتب لغات وتفاسیر واقوال صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و بزرگان دین سے یااحسانہ ادلہ حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہا السلام تحریر کیے ہیں۔ ۲۴

اور ساتھ ہی پاکٹ بک مذکور، حصہ اجزائے نبوت کو ادلہ مذکورہ بالا سے بالاحسن وتشبع احسن طریق سے جوابات تحریر کیے ہیں کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہے۔

اب اس تیسرے حصے میں مذکورہ پاکٹ بک کے صدق مرزا غلام احمد صاحب کے حصے کا جواب مکمل طور پر ادلہ مذکورہ بالا سے اقوال واعتقادات کیا گیا ہے اور مرزا صاحب کے اقوال ہی سے ان کا کذب ظاہر کیا گیا ہے اور کتب مرزا غلام احمد صاحب سے ہی ان کے اصل عقیدہ کو بمعہ صحیح حوالہ جات لکھ کر مسلمانوں کو حقیقت مرزائیہ پر واضح کیا گیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو دین لائے ہیں وہ سچا ہے اور اس میں نجات ہے۔ ۲۵

کتاب کے آخر میں مولانا محمد عمر نے مرزائیوں کو مخاطب کر کے کہا ہے کہ خدا سے ڈرو اور صحیح اور سچے دین پر ایمان لے آؤ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی مان لو کیونکہ یہی سچ ہے جو قرآن وحدیث میں بیان کیا جا چکا ہے جعلی نبوت کو ترک کر دو اور کتاب اللہ میں تحریف کرنا چھوڑ دو۔ اسی میں تمہاری نجات ہے۔ مولانا مرزائیوں کو مخاطب کرنے کے بعد ان کے لیے خداوند کی دُعا مانگ رہے ہیں کہ خدا تمہیں ہدایت کی توفیق دے اور صحیح اور غلط میں فرق کرنے کی

صلاحیت دے۔ ۲۶

مولانا محمد عمر اچھروی کی یہ کتاب مقیاس النبوت تین جلدوں پر مشتمل اور ضخیم کتاب ہے جس میں نبوت سے متعلقہ تمام امور پر بحث کی گئی ہیں اور غلط عقائد رکھنے والوں کا رد قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا گیا ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ اچھروی، مولانا محمد عمر ہفت روزہ المقیاس، لاہور: المقیاس پبلشرز، جلد ۱، شمارہ نمبر ۱، ۳۱ مئی ۱۹۶۳ء، ص: ۴

۲۔ ہفت روزہ المقیاس، ج: ۱، شمارہ: ۱، ص: ۴

۳۔ ہفت روزہ المقیاس، ج: ۱، شمارہ: ۱، ص: ۴

۴۔ ایضاً، شمارہ: ۳۱، ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء، ص: ۱۴

۵۔ ہفت روزہ المقیاس، جلد: ۱، شمارہ: ۳۱، ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء، ص: ۱۴

۶۔ انٹرویو: مولانا عبدالتواب صاحب، ۱۸ جولائی ۲۰۱۳ء، وقت ایک بج کر پینتالیس منٹ

۷۔ انٹرویو: علامہ پیرزادہ اقبال فاروقی، ۶ مارچ ۲۰۱۳ء، وقت ۱۲ بج کر پینتیس منٹ

۸۔ انٹرویو: علامہ صدیق ہزاروی، ۱۹ جون ۲۰۱۳ء، وقت دس بجے

۹۔ انٹرویو، مفتی محمد ارشد القادری، ۹ جون ۲۰۱۳ء، وقت ۸ بج کر چالیس منٹ

۱۰۔ انٹرویو: حاجی محمد طفیل، ۶ جولائی ۲۰۱۳ء وقت ۶:۱۵

۱۱۔ انٹرویو: پروفیسر محمد صدیق اکبر ریٹائرڈ پرنسپل شالیمار کالج باغبان پورہ لاہور، ۶ جولائی ۲۰۱۳ء، وقت ۱:۳۰

۱۲۔ انٹرویو، مولانا تابش قصوری، اتوار ۲۰ جون ۲۰۱۳ء، وقت: ۱۲:۰۰

۱۳۔ انٹرویو مولانا قاضی مظفر اقبال، ۳ جولائی ۲۰۱۳ء، وقت ۱۱:۴۵

۱۴۔ E-Mail Received 24-07-2013

۱۵۔ مقیاسِ نور، ص: (ف)

۱۶۔ اچھروی، مولانا محمد عمر، مقیاسِ حنفیت، لاہور: المقیاس پبلشرز، دربار مارکیٹ، ۱۴۲۶ھ، ص: ۱۵

۱۷۔ مقیاسِ نور، ص: (ج)

۱۸۔ ایضاً، ص: (س)

۱۹۔ اچھروی، مولانا محمد عمر، مقیاس الصلوٰۃ، لاہور: مکتبہ صدیقیہ دار المقیاس اچھرہ، ۱۹۷۹ء، ص: ۲

۲۰۔ اچھروی، مولانا محمد عمر، مقیاسِ خلافت، لاہور: المقیاس پبلشرز دربار مارکیٹ، ص: ۵

۲۱۔ اچھروی، مولانا محمد عمر، مقیاس نبوت، لاہور: المقیاس پبلشرز، دربار مارکیٹ ج: دوم، ص: ۲

۲۲۔ مقیاس نبوت، ج: دوم، ص: ۳

۲۳۔ اچھروی، مولانا محمد عمر، مقیاس نبوت، لاہور: المقیاس پبلشرز دربار مارکیٹ، ج: سوم، ص: ۱۳

۲۴۔ ایضاً، ص: ۱۴

۲۵۔ ایضاً

۲۶۔ ایضاً، ص: ۶۸۵

خلاصہ کلام

میرے اس مقالے کا عنوان ''مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی خدمات'' ہے۔ مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باعمل انسان تھے آپ نہایت متقی، پرہیز گار اور شریعت پر عمل کرنے والے تھے۔ آپ نے بہت سے لوگوں کی دینی رہنمائی فرمائی۔

آپ نے لوگوں کو اپنے عقائد کو درست کرنے پر بہت زور دیا آپ ایک بہت اعلیٰ مناظر تھے۔ آپ کے مناظرے میں لوگوں کا ہجوم ہوتا تھا۔ آپ کی گفتگو نہایت پرتاثیر ہوتی تھی۔ آپ کا انداز بیان انتہائی دھیمہ تھا۔ آپ آسان فہم جیسی بات کرتے تھے جسے لوگوں کو بات سمجھنے میں آسانی ہوتی تھی۔ آپ کی تقاریر بھی زیادہ تر پنجابی زبان میں ہوتی تھی اسی وجہ سے آپ لوگوں میں بہت مقبول تھے۔

آپ ایک مناظر اعظم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خطیب اور طبیب بھی تھے۔ آپ نے ۱۶ سال مسجد داتا گنج بخش میں خطابت کی اس کے ساتھ ساتھ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکمت بھی عطا فرمائی تھی۔

آپ نے جمعیت کا قیام بھی کیا جس کا مقصد تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا تھا۔

آپ نے بحیثیت مناظر پورے برصغیر میں شہرت حاصل کی۔ آپ نے پورے برصغیر میں کل ۱۵۰ کے قریب مناظرے کیے اور اللہ کے فضل و کرم سے آپ کو سب میں فتح نصیب ہوئی۔

آپ کی تقاریر، مناظرے اور تصانیف کی بدولت لوگوں کو بہت استفادہ ہوا۔ آپ کی تصانیف کی بدولت بہت سے غلط لوگوں نے اپنے غلط عقائد کو درست گیا۔

مختصراً یہ کہ مولانا محمد عمر ایک بہت اعلیٰ مناظر، ایک مشہور خطیب، ایک بہترین مصنف اور صحافی تھے۔ آپ نے علم کے جس بھی میدان میں قدم رکھا اللہ نے آپ کو عزت اور کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔

میں اللہ تعالیٰ کی انتہائی شکر گزار ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی مدد ہی کی وجہ سے میں اپنا کام مکمل کرنے میں کامیاب ہوسکی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ خیر خلقہ محمد وآلہٖ واصحابہ اجمعین

مصادر و مراجع

(فہرست کتب و رسائل جو اس مقالے کی تکمیل کا باعث بنے)

۱۔ اچھروی، مولانا محمد عمر، مقیاس الحنفیت، لاہور: المقیاس پبلشرز، دربار مارکیٹ، ۱۴۲۶ھ

۲۔ اچھروی، مولانا محمد عمر، مقیاس الخلافہ، لاہور: المقیاس پبلشرز، دربار مارکیٹ

۳۔ اچھروی، مولانا محمد عمر، مقیاس النبوت، لاہور: المقیاس پبلشرز دربار مارکیٹ، ج: سوم

۴۔ اچھروی، مولانا محمد عمر، مقیاس الوھابیۃ، لاہور: المقیاس پبلشرز، دربار مارکیٹ، ۱۹۸۳ء

۵۔ اچھروی، مولانا محمد عمر، مقیاسی النبوت، لاہور: المقیاس پبلشرز دربار مارکیٹ، ج: اول

۶۔ اچھروی، مولانا محمد عمر، مقیاسِ صلوٰۃ، لاہور: مکتبہ صدیقیہ اچھرہ، ۱۹۷۹ء

۷۔ اچھروی، مولانا محمد عمر، مقیاسِ نور، لاہور: مکتبہ سلطانیہ، مدینہ منزل، ستمبر ۱۹۹۶ء

۸۔ اچھروی، مولانا محمد عمر، مقیاس النبوت، لاہور: المقیاس پبلشرز دربار مارکیٹ، ج: دوم

۹۔ اچھروی، مولانا محمد عمر، مقیاس مناظرہ، لاہور: مکتبہ سلطانیہ

۱۰۔ احمد، سید شہید، قرآن حکیم اُردو ترجمہ، لاہور: آسان تحریک پاکستان

۱۱۔ احمد، سید امین الدین، صوفیائے نقشبندیہ، لاہور: مقبول اکیڈمی ادبی مارکیٹ، چوک انارکلی،۱۹۷۳

۱۲۔ احمد،شہزاد، تذکرہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، لاہور: ادارہ اشاعت العلوم، حنان سٹریٹ وسن پورہ

۱۳۔ اختر راہی، تذکرہ علمائے پنجاب، لاہور: زائد بشیر پرنٹرز، مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۸۰ء

۱۴۔ بھٹی، محمد اسحٰق، قصوری خاندان، فیصل آباد، مکتبہ تعلیمات اسلامیہ،۱۹۹۴ء

۱۵۔ توکلی ، علامہ محمد نور بخش، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، لاہور: نوری بک ڈپو، داتا صاحب، ۱۹۳۸ء

۱۶۔ ڈاکٹر، فرمان فتح پوری، رافع اللغات، لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب، ۲۰۰۵ء

۱۷۔ رضوی، ملک العلماء مولانا ظفرالدین قادری، حیات اعلیٰ حضرت، لاہور: مکتبہ رضویہ گنج بخش روڈ،۲۰۰۳ء

۱۸۔ مسعودی، محمد عبدالستار طاہر، لاہور کے اولیائے نقشبندیہ مجددیہ، لاہور: اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، مئی ۲۰۱۱ء

۱۹۔ شرقپوری، اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد، حدیث دلبراں، شیخوپورہ، مونگا براداراں شرقپور شریف،۱۹۹۳ء

۲۰۔ شرقپوری، محمد انور قمر، مطالعہ نقوش، لاہور: سورج پرنٹنگ پریس،۲۰۰۲ء

۲۱۔ عارف، فضل الٰہی، فرہنگ کارواں، لاہور، مکتبہ کارواں کچہری روڈ، انار کلی

۲۲۔ فاروقی، علامہ پیرزادہ اقبال احمد، تذکرہ علمائے اہل سنت، لاہور: مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ ۱۹۷۵ء

۲۳۔ فاروقی، علامہ پیرزادہ اقبال احمد، مجالس علماء، لاہور: مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، ۲۰۰۶ء

۲۴۔ فیروز الدین، فیروز اللغات (اُردو)، لاہور: فیروزسنز پبلشرز، ج: دوم

۲۵۔ قادری، علامہ محمد عبدالحکیم شرف، تذکرہ اکابر اہل سنت، لاہور مکتبہ قادریہ

۲۶۔ قلمی یادداشت، مولانا عبدالتواب

۲۷۔ مجددی، محمد یوسف، جواہر نقشبندیہ، فیصل آباد، مکتبہ انوارِ مجددیہ، نومبر: ۱۹۹۰ء

۲۸۔ مولوی، نور الحسن، نور اللغات، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ج: چہارم

۲۹۔ نقشبندی، محمد یٰسین قصوری، چشمہ فیض شیر ربانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، لاہور، ادارہ علم وادب والٹن روڈ، ۱۹۹۷ء

اخبارات ورسائل

۱۔ امروز، بدھ ۲۲ دسمبر ۱۹۷۱ء

۲۔ روزنامہ کوہستان لاہور، بدھ ۲۲ دسمبر ۱۹۷۱ء، جلد ۱۶، شمارہ: ۱۹۲۰ء

۳۔ صدیقی، محمد عبدالوہاب، ہفت روزہ المقیاس، لاہور: المقیاس پبلشرز، ج: اول، شمارہ: ۱، ۳۱ مئی ۱۹۶۳ء

انٹرویوز

۱۔ انٹرویو، مولانا عبدالتواب، ۱۸ جولائی ۲۰۱۳ء، وقت ایک بج کر پینتالیس منٹ

۲۔ انٹرویو، علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، ۶ مارچ ۲۰۱۳ء، وقت بارہ بج کر پینتیس منٹ

۳۔ انٹرویو، علامہ صدیق ہزاروی، ۱۹ جون ۲۰۱۳ء، وقت ۱۰ بجے

۴۔ انٹرویو، مفتی محمد ارشد القادری، ۹ جون ۲۰۱۳ء، وقت ۸ بج کر چالیس منٹ

۵۔ انٹرویو حاجی محمد طفیل، ۶ جولائی ۲۰۱۳ء، وقت ۶ بج کر پندرہ منٹ

۶۔ انٹرویو، پروفیسر محمد صدیق اکبر ریٹائرڈ پرنسپل شالیمار کالج باغبان پورہ لاہور، ۶ جولائی ۲۰۱۳ء، وقت ایک بج کر تیس منٹ

۷۔ انٹرویو، مولانا تابش قصوری، ۳۰ جون ۲۰۱۳ء، وقت بارہ بجے

۸۔ انٹرویو: مولانا قاضی مظفر اقبال، ۳ جولائی ۲۰۱۳ء، وقت گیارہ بج کر پینتالیس منٹ

الحقائق فاؤنڈیشن